موج طہور

لکھنوی



۱۸۳/۰۳

ساقی بک ڈپو دہلی

موجِ طہور!

مجموعۂ کلام

حضرت بہزاد لکھنوی!

ناشر

ساقی بک ڈپو، دہلی

مطبوعہ

علیمی پریس۔ دہلی

طبع چہارم — قیمت ایک روپیہ

فہرست مضامین

گذارش

حضرت بہزاد لکھنوی کے دو مجموعے "نغمہ نور" اور "کیف و سرور" شائع ہو چکے ہیں۔ اُردو پڑھنے والوں نے جیسی قدر ان کی کرنی چاہیئے تھی کی۔ اور اسی قدردانی کا نتیجہ ہے کہ یہ تیسرا مجموعہ شائع ہو رہا ہے۔ اس مجموعہ میں بیشتر حصہ نعتوں کا ہے، اسی مناسبت سے اس کا نام "موجِ طہور" تجویز کیا گیا۔ حضرت بہزاد کا ابتدائی کلام پہلے علیحدہ شائع کرنیکا ارادہ تھا۔ لیکن اس کی پوری مقدار ایک پورے مجموعے کیلئے ناکافی تھی۔ اسی لئے "موجِ طہور" کے آخیر میں اسے بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس کے مطالعہ سے بھی محظوظ ہوں گے۔

ساقی بکڈپو دھلی
۲۵۔ جون سنہ ۱۹۴۱ء

شاھد احمد دھلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

شکر کس طرح سے ہو تیرا ادا ربّ کریم
تو نے دینے سے سوا ہم کو دیا ربّ کریم

تُو ہی قادر تُو ہی خالق تُو ہی شافی تُو ہی حق
ہر طرح لیتے ہیں ہم نام ترا ربّ کریم

تیرے ہی نام سے ملتی ہے تسلّی دل کو
تو ہی سُنتا ہے غریبوں کی دعا ربّ کریم

تیرے ہی فیض و کرم سے ہے دو عالم کی بہار
تیرے ہی دم سے ہر گلشن میں ہوا ربّ کریم

پتّے پتّے میں نظر آتے ہیں تیرے انوار
ذرّہ ذرّہ میں ہے تو جلوہ نما ربّ کریم

دکھ میں اٹھتی ہے تری سمت زمانہ کی نظر
تو ہی کرتا ہے زمانہ پہ عطا ربّ کریم

تیرے ہی فیض سے بہزاد نے پائی عزّت
تیرے ہی فیض سے بہزاد بنا ربّ کریم

سلام

السلام السلام السلام السلام
شاہِ عالی مقام

شاہِ دُنیا و دیں
خاتم المرسلیں
راحتِ عاشقیں

سرورِ ذی انام
السلام السلام السلام

مالکِ بحر و بر
وجہ خلقِ بشر
ذی حشم مقتدر

باعثِ صبح و شام
السلام السلام السلام

اے شہِ انس و جاں
واقفِ کُن فکاں
وجہ کون و مکاں

شاہِ ذی احتشام
السلام السلام السلام

حضرتِ ذی حشم

شاہ والا ہمم
پُرعطا پُرکرم
شاہِ خیر الانام
السلام السلام السلام

جانِ بدر و حنین
جدِ پاک حسینؑ
سرورِ مشرقین
شاہِ بطحا مقام
السلام السلام السلام

السلام اے شاہِ بطحا السلام
السلام اے صاحبِ لطف و کرم
السلام اے قاطعِ ہر بند و غم
السلام عالی ہمم والا شیم
السلام اے جانِ کعبہ السلام
السلام اے شاہِ بطحا السلام

السلام اے حاصلِ دُنیا و دیں
السلام اے مالکِ خلدِ بریں
السلام اے جانِ جانِ عارفیں
السلام اے سب کے مولا السلام
السلام اے شاہِ بطحا السلام

السلام اے بے مثال و بے نیاز
السلام اے دردِ دل کے چارہ ساز

السلام اے واقفِ دُنیائے راز

السلام اے میرے آقا السّلام
السلام اے شاہ بطحا السّلام

السلام اے صدرِ بزمِ اولیا
السلام اے فخرِ جملہ انبیا
السلام اے ابتدائے انتہا

بے نظیر و پاک و یکتا السّلام
السلام اے شاہِ بطحا السّلام

لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
تم پر شاہِ بطحا مقام

تم ہو شاہِ بحر و بر
تم ہو مالکِ جن و بشر
تم سے ضیاءِ شمس و قمر

تم سے سحر ہے تم سے شام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
تم پر شاہِ بطحا مقام

تم ہو نبیوں کے سرتاج
تم سے ہے دو عالم کی لاج
تم ہو راجن کے مہاراج

تم ہو اماموں کے بھی امام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
تم پر شاہِ بطحا مقام

شمعِ ھدایت تم ہی ہو
باعثِ رحمت تم ہی ہو
جانِ عبادت تم ہی ہو

تم ہو نورِ بیتِ حرام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
تم پر شاہِ بطحا مقام

حاصلِ دُنیا حاصلِ دیں
ادنیٰ اچھا کر روحِ امیں
باعث و وجہ دینِ مبیں

تم پر اُترا حق کا کلام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
تم پر شاہِ بطحا مقام

تم سے ظاہر شانِ خدا
تم ہو سرِّ الا اللہ
تم پر ہے بہزاد فدا

پڑھتا ہے ہر روز مدام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام
تم پر شاہِ بطحا مقام

جن کا ہے طیبہ مقام ان پہ درود اور سلام
جو ہیں رسول انامؐ ان پہ درود اور سلام
حامیٔ عالم ہیں وہ ھادیٔ اعظم ہیں وہ
کیوں نہ کہیں خاص وعام ان پہ درود اور سلام

جو ہیں حبیب خدا جو ہیں شہ دوسرا
جن کی ہے دُنیا غلام ان پہ درود اور سلام
جنکے ہیں یہ دو جہاں جنکے ہیں کون و مکاں
جن کے ہیں یہ صبح و شام ان پہ درود اور سلام
مالکِ جن و بشر باعثِ نورِ قمر
میم سے ہے جن کا نام ان پہ درود اور سلام
زائرِ ارضِ رسول الجا کرلے قبول
اتنا ہے میرا پیام ان پہ درود اور سلام
روتا ہوں بہزاد میں کرتا ہوں فریاد میں
بھیجتا ہوں صبح و شام ان پہ درود اور سلام

شاہِ ہدیٰ شہ انام تم پہ درود اور سلام
پڑھتے ہیں سب خاص و عام تم پہ درود اور سلام
مست ولا ہوں سدا اپنا ہے اتنا مدّعا
عمر اسی میں ہو تمام تم پہ درود اور سلام
زندگی اس کی زندگی اس کی حیات ہے حیات
پڑھتا ہے جو بھی صبح و شام تم پہ درود اور سلام
زائرِ روضۂ رسول کہدے مری طرف سے بھی
اتنا سا ہے مرا پیام تم پہ درود اور سلام
رنج و الم سے پُر ہوں میں ہجر میں مضطرب ہوں میں
ہوتا نہیں کوئی بھی کام تم پہ درود اور سلام
مشکلیں اسکی حل ہوں سب اسکو نہو کوئی تعب
جو بھی رٹے تمہارا نام تم پہ درود اور سلام

اتنا مرا سوال ہے آقا مدینے میں ہو جب
ہند میں کیوں رہے غلام تم پہ درود اور سلام



نعتیں

رہے حسرت و آرزوئے محمد ۔ مرے دل کو ہے جستجوئے محمد
مجھے صرف دنیا میں دو حسرتیں ہیں ۔ خدا کی طلب آرزوئے محمد
تو ہی جانے کب تک کی یہ زندگی ہے ۔ الٰہی دکھا جلد کوئے محمد
خیالِ محمدؐ مرے دل کی حسرت ۔ تمنا مری آرزوئے محمد
جو پہنچوں دیارِ مقدس تو سمجھوں ۔ کہ گویا ہوں میں روبروئے محمد
مرا جذبِ دل میرے کام آ رہا ہے ۔ کھنچا جا رہا ہوں میں سوئے محمد
میں دیکھوں ادھر کیوں دیکھوں رنگِ زمانہ
نظر ہے مری وقفِ کوئے محمد

خاتم و ختم انبیا شاہِ امم شہدا ۔ مرکزِ فکرِ اولیا شاہِ امم شہدا
صاحبِ خلقِ بیکراں واقفِ رازِ دوجہاں ۔ وجہِ قیامِ دوسرا شاہِ امم شہدا
مالکِ کوثر و جناں صاحبِ سرِّ این و آں ۔ وارثِ تاجِ ہل اتیٰ شاہِ امم شہدا
روحِ روانِ صادقاں نورِ نگاہِ عارفاں ۔ عاشقِ ذاتِ کبریا شاہِ امم شہدا
دیدِ دیارِ پاک کیواسطے ہوں میں بیقرار ۔ ہے یہی میری انتہا شاہِ امم شہدا
جب بھی کوئی الم ہوا رفعِ الم کیواسطے ۔ میری زباں پہ آگیا شاہِ امم شہدا
میں ہوں بھنور میں اک حضور پار لگائیے ضرور ۔ آپ ہی کا ہے آسرا شاہِ امم شہدا
آپ ہیں صاحبِ سخا سب پہ ہے آپ کی عطا
میں ہوں گدائے بے نوا شاہِ امم شہدا

الٰہی دکھا دے دیارِ مدینہ — بنا دے مجھے پھر غبارِ مدینہ
زمانہ مرے حال پر ہنس رہا ہے — کرم کیجئے شہریارِ مدینہ
ان آنکھوں کے قرباں ان آنکھوں کے صدقے — جن آنکھوں نے دیکھی بہارِ مدینہ
الٰہی مرے دل کی الجھن نہ جائے — رہوں میں سدا بیقرارِ مدینہ
جبینِ عقیدت مری جھک رہی ہے — مرے دل سے پوچھو وقارِ مدینہ
مجھے اب نہ ساقی نہ ساغر کی پروا — کہ طاری ہے مجھ پر خمارِ مدینہ
مری زندگی کے ہیں مقصود یہ دو — دیارِ خدا اور دیارِ مدینہ
زمانہ کے مالک دو عالم کے مولا — شہ بحر و بر تاجدارِ مدینہ

میں سمجھوں کہ بھٹنا گر معراج پائی
اگر زندگی ہو نثارِ مدینہ

مری اک تمنا ہے پروردگارا — مدینہ کا ہو جائے مجکو نظارا
کرم کیجئے شافعِ روزِ محشر — تمہیں ہو تمہیں کوئی میرا سہارا
جدا کئی میں طیبہ کی بیجان سا ہوں — مجھے ایسے جینے سے مرنا گوارا
کہاں تک میں سینے سی آہوں کو روکوں — نہیں ہی مجھے ضبط کا اب تو یارا
دہائی ہے اب شاہِ ہر دوسرا کی — مجھے حسرتِ دیدِ طیبہ نے مارا
وہی ہے وہی صاحبِ قلب دیتی — محمدؐ پہ جس نے کہ تن من کو وارا
ہر اک شئے پہ ہی سایہ ذاتِ اقدس — جمال نبیں ہر طرف آشکارا
نظر کو تمنائے دید نبی ہے — نظر کو نہیں کوئی جلوہ گوارا

سفینہ مرا بحر میں چل رہا ہے
محمدؐ ہیں بھٹنا گر میرا سہارا

چرخ ہے مائلِ بیداد رسولِ عربیؐ — ہاں یہی ہے دمِ امداد رسولِ عربی

سنئے سنئے کہ میں ہوں طالبِ دیدِ طیبہ
سنئے سنئے مری فریاد رسولِ عربی

حسنِ انداز و سخا خلق و عطا جود و کرم
تم میں ہر شے تھی خداداد رسولِ عربی

میرا ایماں یہ ہے ٹل جاتی ہو اسکی مشکل
جو تمہیں دل سے کرے یاد رسولِ عربی

نگہِ لطف ادھر بھی کہ گنہ گار ہوں میں
زندگی ہے مری برباد رسولِ عربی

جانیوالے تو پہنچ جاتے ہیں طیبہ ہر سال
میری خاطر بھی ہو ارشاد رسولِ عربی

بگڑی بہزاد کی للّٰہ بنا دیں سرکار
کیوں پریشاں رہے بہزاد رسولِ عربی

باعثِ خلقِ دو جہاں صل علیٰ محمد
واقفِ رازِ کن فکاں صل علیٰ محمد

حاملِ رازِ این و آں چارۂ دردِ بیکساں
عرشِ بریں کے میہماں صل علیٰ محمد

منبعِ سرِ دو جہاں مخزنِ رازِ بے نشاں
مرکزِ چشمِ عارفاں صل علیٰ محمد

بدرِ کمالِ چرخِ دیں صادق و جانِ صادقیں
خاتم و ختمِ مرسلاں صل علیٰ محمد

شافعِ یومِ ہل جزا عاشقِ ذاتِ کبریا
باعثِ خلقِ انس و جاں صل علیٰ محمد

اے شہِ دوسرا مجھ پہ بھی اک نگاہِ مہر
ہند میں میں بھی ہوں تپاں صل علیٰ محمد

زندگی بھر میں رہوں مدہوشِ ارمانِ رسول
یا الٰہی ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ رسول

بس انھی کی ذاتِ عالی تک ہے میری کائنات
میری دُنیا میری عقبیٰ دونوں قربانِ رسول

اہلِ ایماں کو نہیں ہے کچھ بھی تابِ دم زدن
مثلِ فرمانِ خداوندی ہے فرمانِ رسول

کیوں نہ اس خیر الوریٰ پر جان و تن کو واریئے

حشر میں ہوگا زمانہ زیرِ دامانِ رسول

پاک آنکھیں چاہیئے ہیں دید حضرت کیلئے
کیا کروں اے شوق دید روئے تابانِ رسول

میں نظامی بھی نیازی بھی ہوں دھن اُحد حزیں
مجھ کو ہے فخر غلامیٔ غلامانِ رسول

باعثِ خلقِ دوسرا اصل علی محمد
یعنی حبیبِ کبریا اصل علی محمد

واقفِ رازِ دوجہاں حاملِ سرِ جزو دکل
دونوں جہاں کے بادشا اصل علی محمد

میرے نصیب کھل گئے ہو کے دیارِ مصطفےٰ
آئی نسیمِ مشک زا اصل علی محمد

جن کی نظر نظرِ کرم جن کا نفس نفس عطا
وہ ہیں حضورِ حق نما اصل علی محمد

سارے جہاں کو زیست میں سارے جہاں کو بعدِ مرگ
آپ ہی کا ہے آسرا اصل علی محمد

رہبر و ہادیٔ جہاں مالکِ رازِ کن فکاں
عاشقِ ذاتِ کبریا اصل علی محمد

آپ کے نامِ پاک سے پاتا ہے دل تسلیاں
کیوں نہ ہوں آپ پر فدا اصل علی محمد

جان و دل آپ پہ قرباں شہِ مکی مدنی
آپ ہیں باعثِ ایماں شہِ مکی مدنی

آپکی ذات سے حاصل ہوا عرفانِ خدا
آپ کا ہم پہ ہے احسان شہِ مکی مدنی

کس طرح پہنچیں مدینہ کی زیارت کیلئے
ہم تو ہیں بے سروساماں شہِ مکی مدنی

آپ چاہیں تو تمنائے زیارت نکلے
ورنہ کوئی نہیں امکاں شہِ مکی مدنی

آپ کے چہرۂ پُر نور کے آگے کیا ہیں
انجم و مہر درخشاں شہِ مکی مدنی

آنکھ ہے دید طلب سر ہے کہ سودائے نیاز
دل میں ہے ذوق فراواں شہِ مکی مدنی

دید طیبہ کا تمنائی ہے دھن اُحد حزیں
اور حسرت ہے نہ ارماں شہِ مکی مدنی

اے کہ تو ہے باعثِ کون و مکاں
کعبۂ امید تیرا آستاں

اے کہ تیری ذات کے آگے ہیں پست
ہفت زمیں اور یہ ہفت آسماں

اے کہ تو ہی صاحبِ معراج ہے
اے کہ ہوا عرش پہ تو میہماں

اے کہ ترے عکس سے پُر نور ہیں
انجم و خورشید و مہ و کہکشاں

اے کہ تو ہے مالکِ دنیا و دیں
ہیں تری املاک زمین و زماں

اے کہ نگاہوں میں تو ہے دلمیں تو
ملتا ہے ہر چیز میں تیرا نشاں

اے کہ تو ہے صاحبِ جود و سخا
غم میں غریبوں کا تو ہی پاسباں

اے کہ تیری وجہ سے پیدا ہوئے
جن و بشر حور و ملک انس و جاں

تجھ سے تمنا ہے یہ بہزاد کی
دیکھ لے اک بار تیرا آستاں

شفیع و مالکِ روز جزا رسول کریم
حضور ماؤ شہنشاہ ما رسول کریم

کریم و صاحبِ اخلاق و باعثِ کونین
غریب پرور و حق آشنا رسول کریم

طبیب دردِ دل و مرکزِ نگاہِ کل
پناہِ عام و شہ دوسرا رسول کریم

ظہور خالق و بیکس نواز و لاثانی
غریب دوست حبیبِ خدا رسول کریم

فلک ہو یا کہ زمیں ہو کہ ہو یہ دو عالم
ہر ایک پر ہے تمہاری عطا رسول کریم

قسم خدا کی مصیبت وہیں ٹلی اسکی
زباں سے کہدیا جس نے بھی یا رسول کریم

بس ایک بار مدینے کو دیکھ لے بہزاد
دعا ہے اس کی یہ صبح و مسا رسول کریم

کعبہ کی زمیں اور ہے طیبہ کی زمیں اور
اللہ مرے کیوں نہ جھکے میری جبیں اور
مجھکو تو مدینے کا ہر ایک ذرّہ ہے فردوس

زاہد کیلئے ہوگی کہیں خلدِ بریں اور
دُنیا میں نہ آیا تھا محمدؐ سا کوئی بھی
دُنیا میں نہ آئے گا محمدؐ سا کہیں اور
ہے یادِ نبی دل میں نگاہوں میں ہے بطحا
دل میں ہے مکیں اور نگاہوں میں مکیں اور
ارمانِ زیارت مجھے تڑپاتا ہے پیہم
یثرب سے ہو تمیں دور ہیں یثرب کے قریں اور
یہ در وہ ہے جس در سے زمانہ کی بنی ہے
میں چھوڑ کے در آپ کا کیا جاؤں کہیں اور
بس حسرتِ طیبہ ہے مری زیست کا حاصل
دلمیں نہیں ارماں کوئی دبھنؔ حزیں اور

یہ نہ پوچھو ہے کیا مدینے میں
دل کا ہے مدعا مدینے میں
بخدا پائی دولتِ کونین
بخدا جو گیا مدینے میں
دیکھ لیں ہم بھی گنبدِ خضرا
ہم کو پہونچا خدا مدینے میں
میری کشتی تو پار ہی ہو گی
ہیں مرے ناخدا مدینے میں
آبلہ پا نہ خوف کھا دل میں
خار ہیں گل نما مدینے میں
یا الٰہی وہ دن بھی آجائے
ہر قضا ہو ادا مدینے میں
کیوں نہ جائیں گدائے ہر دوسرا
ہیں شہ دوسرا مدینے میں
اس کو کس طرح سے قرار آئے
جس کا دل ہو پڑا مدینے میں
آؤ بہزاد سوچتے کیا ہو
چلو بن کر گدا مدینے میں

(موج طہور)

آنکھوں سے ملوں اور کہوں ہائے محمدؐ — مل جائے اگر خاک کفِ پائے محمدؐ
خالق مجھے یہ دولتِ دنیا نہیں مطلوب — دینا ہے تو دیدے مجھے سودائے محمدؐ
یہ حسن یہ رنگینیٔ عالم یہ فضائیں — ہر چیز یہ ہے فیض تجلائے محمدؐ
آنکھوں کا ابھی نور مکمل ہی نہیں ہے — اللہ دکھا صورتِ زیبائے محمدؐ
خالق کی قسم اس کو مصیبت نہ کبھی ہو — جو شخص کہ رٹتا رہے اسمائے محمدؐ
اللہ کو معلوم ہے اس ذات کا رتبہ — کیا سمجھے کوئی رتبہ والائے محمدؐ

دھنؔ آد کو حاصل ہے غلاموں کی غلامی
کیونکر نہ وہ رٹتا ہی رہے ہائے محمدؐ

مرا دل یہ کہتا ہے ہائے مدینہ — حسیں کس قدر ہے فضائے مدینہ
خدا کی قسم مضطرب ہو رہا ہوں — برائے محمدؐ برائے مدینہ
بظاہر نہ جانے کس عالم میں ہوں میں — مگر جان و دل ہیں فدائے مدینہ
وہی دل تو ہے دل بھی کہنے کے لائق — وہی دل جو کہتا ہے ہائے مدینہ
گدائی وہاں کی ہے شاہی سے بہتر — الٰہی بنا دے گدائے مدینہ
مرے غنچۂ دل کو بھی تو کھلا دے — ادھر کو بھی آئے ہوائے مدینہ
مدینہ کو پہنچوں تو کس طرح پہونچوں — یہ مشکل ہے مشکلکشائے مدینہ

یہ دھنؔ اد مضطر انہیں کا کرم ہے
کہ ہے میرے لب پر ثنائے مدینہ

محمدؐ پہ صدقے جہاں ہو رہا ہے — فدا ان پہ کون و مکاں ہو رہا ہے
محمدؐ پہ کیونکر نہ قربان جاؤں — کہ ان پر خدا کا گماں ہو رہا ہے
الٰہی دکھا دے مدینہ کی گلیاں — دلِ مبتلا کھرتیاں ہو رہا ہے
کہاں تک جبیں ہجر یثرب میں یارب — جو جذبہ نہاں تھا عیاں ہو رہا ہے

یہ آنکھوں میں جو بھر آئے آنسو نہیں ہیں
جو جذبہ نہاں تھا عیاں ہو رہا ہے

آپ سے ہے مری فریاد رسول عربی
کیجیئے کچھ مری امداد رسول عربی
آپ سے گر نہ کہیں ہم تو بھلا کس سے کہیں
دہر ہے مائل بیداد رسول عربی
ہجر طیبہ میں تڑپتا ہوں تپاں رہتا ہوں
اس قدر ہے مری روداد رسول عربی
کیا کہوں آپ سے طیبہ کی زیارت کیلئے
روح بھی ہے مری ناشاد رسول عربی
چاہتا ہوں کہ مجھے دین کی دولت مل جائے
دہر کی کچھ نہیں بنیاد رسول عربی
نام نامی کو جو لیتے ہیں دم مشکل میں
ان کی کر دیتے ہیں امداد رسول عربی
یاد میں آپکی میں اب بھی تپاں رہتا ہوں
جب بھی تھی آپ ہی کی یاد رسول عربی
حال ہم اپنی مصیبت کا بھلا کس سے کہیں
کوئی سنتا نہیں فریاد رسول عربی
دید طیبہ کا اک ارمان لئے بیٹھا ہے
یہ غلام آپ کا جو بھن آد رسول عربی

تمنا مری میرا ارمان مدینہ   مراد دین اور میرا ارمان مدینہ

بہاریں وہاں ہر قدم لوٹتی ہیں — زمانہ بیاباں گلستانِ مدینہ
ان آئینہ سامانیوں کو بھلا دے — اگر دیکھ لے قلبِ حیرانِ مدینہ
وہیں کا تصدق ہے ہر خیر و برکت — ہر اک خیر و برکت کا عنواں مدینہ
وہیں داد ملتی ہے ہر داد رس کو — ہے پشت و پناہ غریباں مدینہ
مدینے کے صدقے مدینہ کے قرباں — ہے کون و مکاں کا نگہباں مدینہ

مدینہ کی تعریف بہزاد کیا ہو
غرض ہے مرادِ دین و ایمان مدینہ

مطلوب مرا کوئے شہنشاہِ مدینہ — مقصود مرا روئے شہنشاہِ مدینہ
یثرب کا ہر اک ذرہ ہے مسجودِ خلائق — ہر ذرہ میں ہے بوئے شہنشاہِ مدینہ
زاہد ہے تجھے کونسے فردوس کی خواہش — جنت ہے فقط کوئے شہنشاہِ مدینہ
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تھا ان کا — جو دیکھ چکے روئے شہنشاہِ مدینہ
کونین کا ہر ذرہ نہ کیوں ان پہ فدا ہو — ہے لطف و کرم خوئے شہنشاہِ مدینہ
اے ابر سیہ اپنے پہ نازاں ہو اتنا — جا دیکھ لے گیسوئے شہنشاہِ مدینہ

دنیا میں بہت گھوم چکے پائی نہ تسکیں
بہزاد چلو سوئے شہنشاہِ مدینہ

کیوں نہ ہوں مضطر و رنجور مدینے والے
ہوں مدینے سے بہت دور مدینے والے
رو کے رُکتے ہی نہیں اشکِ مسلسل مجھ سے
بن گئی آنکھ بھی ناسور مدینے والے
کوئی صورت ہی نہیں ہے کہ مدینے پہنچے
کیا کرے اب دلِ مجبور مدینے والے

نامِ اطہر پہ بہا لیتا ہوں اشک حسرت
اب تو یہ کر لیا دستور مدینے والے

اس تمنا کے سوا کوئی تمنا ہی نہیں
دیکھ لوں روضۂ پُر نور مدینے والے

ہوش کھو دینے کو تیار ہوں میں مثلِ کلیم
ہاں مدینہ ہے مجھے طُور مدینے والے

حسرتِ دید سے بہزاد بہت گریاں ہے
اس کو کر دیجیئے مسرور مدینے والے

چل اے دلِ بیتاب ذرا سوئے مدینہ
اس دہر سے بہتر ہے کہیں کوئے مدینہ

دراصل اسی کا ہے دماغ اسکا ہی دل ہے
تقدیر میں جس کی ہے خوشبوئے مدینہ

ہر گام پہ اک سجدۂ شکرانہ کروں میں
قسمت مجھے لے جائے اگر سوئے مدینہ

ارمان تو بر آئے الٰہی مرے سارے
دل میں ہے فقط آرزوئے کوئے مدینہ

اتنی ہے گذارش مرے خالق مری تجھ سے
میری نگہ شوق رہے سوئے مدینہ

ہیں مست ہوں بیہوش ہوں بیخود ہوں سراسر
لائی ہے صبا آج جو خوشبوئے مدینہ

دُنیا کے یہ منظر تو بہت دیکھ چکے ہو
دیکھو ادھر چلو اب طرف کوئے مدینہ

یا شاہ عرب سرورِ ذیشان مدینہ
دل کو ہے بہت حسرت و ارمانِ مدینہ
کیونکر نہ رٹے میری زباں صلِ علیٰ کو
لائی ہے صبا بوئے گلستانِ مدینہ
ظلمت ہی بہت خانہ ویراں ہیں ہمارے
للہ کرم اے مہ تابانِ مدینہ
کیوں بیپر و سامانیوں کا خوف ہو اسکو
خالق کے بھروسہ پہ ہے مہمانِ مدینہ
سمجھوں میں اسے ہر گل شاداب سے بڑھکر
مل جائے اگر خارِ بیابانِ مدینہ
اب امتِ عاصی ہے بڑی کشمکش میں
ہاں چشمِ کرم اے شہ ذیشانِ مدینہ
کیا دیکھ رہے ہو ہمیں اے دیکھنے والو
شاہوں سے بھی بڑھکر ہیں غلامانِ مدینہ

بہزاد میں سمجھوں کہ ملی زندگی مجھ کو
پہنچوں جو کبھی تا درِ سلطانِ مدینہ

دل و جاں آپ پہ قربان مدینہ والے
آپ سے بخشا ہے ایمان مدینے والے
آپ نے ہمکو بتائی رہ خوشنودی حق
آپ کا ہم پہ ہی احسان مدینے والے
آپ گر چاہیں تو ہو جائے زیارت ہم کو
ورنہ کوئی نہیں امکان مدینے والے
آپ پر کیوں نہ پڑھیں دل سے درود اور سلام
آپ ہیں حاصل ایمان مدینے والے
ہم کو بلوائیے للہ مدینے جلدی
ہم ہیں دوری سے پریشان مدینے والے
آپ پر کیوں نہ فدا ہو دل و جان عالم
آپ ہیں صاحب قرآن مدینے والے
اب تو بہزاد کو بلوائیے جلدی یثرب
رحم اے سرور ذیشان مدینے والے

مالکِ دنیا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میرا مولا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
عرشِ بریں پر جانیوالا امت کا غم کھانیوالا
سب کا سہارا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
درسِ اخوت دینے والا درسِ محبت دینے والا

سب سے نرالا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ساقی کوثر شافع محشر حق کا پیارا دہر کا پیارا
راج دُلارا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حُسن مجسم نور مجسم لطف مجسم خلق مجسم
پیارا پیارا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سب کی امیدوں کا سہارا دہر کی کشتی کھیون ہارا
ملجا و ماوا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مارا مارا پھرتا ہے بہزاد جو اک دیوانہ سا
اس کا سہارا کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زہے برکت تاجدار مدینہ — کہ جانِ بصر ہے غبارِ مدینہ
ان آنکھوں کے صدقے ان آنکھوں کے قرباں — جن آنکھوں نے دیکھی بہارِ مدینہ
مدینہ کے کارن مرا جا رہا ہوں — کرم کیجئے شہریارِ مدینہ
مرے دل کی کھیتی بھی سوکھی پڑی ہے — ادھر کو بھی ابر بہارِ مدینہ
مری زندگانی کا مقصد زیارت — مرا مدعا ہے دیارِ مدینہ
رسولِ مکرم شہ دین و دُنیا — تجلیٔ عالم نگارِ مدینہ
مجھے آبلہ پائی کا خوف کیوں ہو — کہ پھولوں سے بہتر ہیں خارِ مدینہ
خدا جانتا ہے کہ بہزاد ہوں میں
فدائے محمد نثارِ مدینہ

بھری رحمتوں سے ہے دُنیائے یثرب
جبھی تو ہے ہر شخص شیدائے یثرب
کہاں تک سہوں دوریٔ ارضِ اطہر

کرم بس کرم میرے آقائے یثرب
حقیقت تو یہ ہے وہ آنکھیں تھیں آنکھیں
جن آنکھوں نے دیکھا تماشائے یثرب
تصوّر میں ہے اپنے سجدوں کا نقشہ
خیالوں میں ہے میرے دُنیائے یثرب
حریم مقدس کے پردے اٹھے ہوں
میسّر ہو اس دم تماشائے یثرب
کوئی حال بہزاد جب پوچھتا ہے
یہ دل چاہتا ہے کہوں ہائے یثرب

شاہِ کون و مکاں محمدؐ ہیں
حاصلِ دو جہاں محمدؐ ہیں
سرِ عالم ہے منکشف ان پر
واقفِ کُن فکاں محمدؐ ہیں
کیوں نہ پائے طلب بڑھے اس سمت
منزلِ عارفاں محمدؐ ہیں
ہیں انہی کی تجلیاں ہر سو
ہادئ دو جہاں محمدؐ ہیں
ملتی ہے انکے پاس دل کی مراد
ہاں بڑے مہرباں محمدؐ ہیں
کون ہے جو نہیں غلام ان کا
سب کی روح رواں محمدؐ ہیں
کیوں نہ بہزاد کامراں ہوں میں
رہبر کارواں محمدؐ ہیں

سارے عالم کی تمنا شہ مکیؐ مدنی
میرے دل کا بھی سہارا شہ مکی مدنی
ہے یہی ایک تمنا شہ مکیؐ مدنی
ہم نے دیکھا نہیں تجھ سا شہ مکیؐ مدنی
بیٹھو اہو نہیں خدارا مرا کاسہ بھر جائے
شاہ عالم شہ والا شہ مکیؐ مدنی
یہ مری زیست مری جاں مری عزت مرا علم
ہے ترے نام کا صدقہ شہ مکیؐ مدنی

ہر گھڑی رہتا ہوں میں مضطرِ دید طیبہ　　لُٹ چکی ہے مری دُنیا شہِ مکی مدنی
یہ مہ و انجم و خورشید بھلا کیا شے ہیں　　آپ ہی سے ہے اجالا شہِ مکی مدنی
نذرِ طوفاں ہوا جاتا ہے سفینہ میرا　　ایک ادنیٰ سا اشارا شہِ مکی مدنی
رات دن رکھتی ہے بہزاد کو مہجور و تپاں
یہ تمنائے مدینہ شہِ مکی مدنی

یا ختمِ رسل سرورِ ذیشانِ مدینہ　　کب تک نہ بر آئیگا یہ ارمانِ مدینہ
اے صلِ علیٰ سطوتِ سلطانِ مدینہ　　شاہوں سے بھی بڑھکر ہیں غلامانِ مدینہ
اللہ مقدر سے کبھی تو وہ دن آئے　　پلکوں سے چنوں خارِ بیابانِ مدینہ
کیا خوف ہے مجکو جو ہوں میں بے سر و ساماں　　زحمت کوئی پاتا نہیں مہمانِ مدینہ
ہاں جبرئی جلوہ ہے چشمِ مہ و انجم　　اللہ رے آئینہ سامانِ مدینہ
اسکی ہی ضیاؤں سے ہے تنویرِ دو عالم　　یہ کون و مکاں کیوں نہوں قربانِ مدینہ
رہتا ہے مری روح پہ اک کیف سا طاری　　بہزاد مرے دلمیں ہے ارمانِ مدینہ

زبانِ خلق پہ ہر وقت نام ہے تیرا　　مقامِ ہُو سے بھی آگے مقام ہے تیرا
تو ہی ہے واقفِ رازِ جلی و رازِ خفی　　کلامِ حق ہی کا مطلب کلام ہے تیرا
ہر ایک فردِ بشر ہے ترا ہی شیدائی　　دلوں میں تو ہے زبانوں پہ نام ہے تیرا
ترے نثار ترے دم سے ہے یہ زینتِ دیں　　خلوص و زہد و محبت پیام ہے تیرا
تری ہی ذات سے قائم ہے یہ نظامِ جہاں　　ہر اک ذرّۂ عالم غلام ہے تیرا
ترے کرم سے ہی ہوتی ہے حل ہر اک مشکل　　بنانا دہر کی بگڑی کو کام ہے تیرا
مدینہ زیست میں اک بار دیکھ لے بہزاد
کرم خدا کیلئے فیضِ عام ہے تیرا

کیوں کروں شکوہ آلام مدینے والے
مجکو کافی ہے ترا نام مدینے والے

ہجر طیبہ میں تڑپتے ہی گذرتی ہیں مجھے
رات دن اور سحر و شام مدینے والے

بزم کونین ترے دم سے ہی ہنگامہ کناں
فیض عالی ہے ترا عام مدینے والے

میری آنکھوں میں کچھ آنسو سے چھلک آتے ہیں
جب بھی آتا ہے ترا نام مدینے والے

دید طیبہ کیلئے رہتا ہوں ہر وقت تپاں
ایک باقی ہے یہی کام مدینے والے

لیجیے جلد خبر اب کہ مری دُنیا میں
ہے نہ آغاز نہ انجام مدینے والے

وہ فدائے درِ سردارِ رسل کہلائے
ہو یہ بہزاد کا انجام مدینے والے

سردارِ رسل سیدِ ابرار مدینہ
سُنیئے کہ ہیں مدت سے ہوں بیمارِ مدینہ

کچھ آبلہ پائی کا مجھے خوف نہیں ہے
پھولوں سے بھی بڑھکر ہیں مجھے خارِ مدینہ

ان کے درِ اقدس پہ جبیں جھکتی ہی سب کی
شاہوں کے شہنشاہ ہیں سردارِ مدینہ

ہم کیوں نہ کریں آہ نہ کیوں اشک بہائیں
ہم کو تو میسر نہیں دیدارِ مدینہ

بہزاد کا ویراں کدہ ویران پڑا ہے
اس سمت کو بھی ابرِ گہر بارِ مدینہ

آنکھ فدائے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قلب نثارِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خوشبوئے کونین سے بڑھکر پھولوں سے بڑھکر کلیوں سے بڑھکر
خوشبوئے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا میری ذکر مدینہ دین مرا دین شہ بطحا
ایماں میرا روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چشم و نظر کا ذکر ہی کیا ہی ذکر ہی کیا ہی فکر ہی کیا ہی

کہتا ہے دل چل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

روح ہے لرزاں دل ہے پریشاں آنکھ ہے تر چہرہ افسردہ

لائی صبا پھر بوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رنج والم کب ہیں مرے شایاں کیوں نہ رہوں بہزاد میں شاداں

بن کے گدائے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سردار رسل سرور آقائے مدینہ
کب تک میں کہے جاؤں بھلا ہائے مدینہ

بے چین جو کرتی ہے تمنائے مدینہ
بلبیاختہ کہہ اٹھتا ہوں میں ہائے مدینہ

سو بار بھی گر ہو گئی بطحا کی زیارت
پھر بھی نہ یہ کم ہو گی تمنائے مدینہ

کیا خاک سمائے چمن دہر نظر میں
نظروں میں بسی ہے مری دنیائے مدینہ

تم اور کوئی ذکر نہ چھیڑو مرے آگے
یہ جان حزیں ہے مری شیدائے مدینہ

شاید کوئی سن لے یونہی فریاد ہماری

بہزاد حزیں آؤ کہیں ہائے مدینہ

میرا دل شیدائے طیبہ میں ہوں شیدائے رسول

دل میں ہے ہائے مدینہ لب پہ ہے ہائے رسول

ہاں وہی آنکھیں وہی آنکھیں تھیں آنکھیں دہر میں

ہائے جن آنکھوں نے دیکھا روئے زیبائے رسول

یہ تمنا ہے کہ میں پہنچوں دیار پاک میں

یا الٰہی میرا سر ہو اور ہو پائے رسول

یہ فلک کے ماہ و انجم یہ فلک کا آفتاب

لا سکیں گے کیا یہ تاب روئے زیبائے رسول

اہل عرفاں جانتے ہیں اس کے رمز خاص کو

مثلِ ایمائے خداوندی ہے ایمائے رسول

بیکسانِ دہر کی ہے اصل ہیں منزل وہی

وہ دیارِ پاک اطہر جو کہ ہے جائے رسول

نامِ نامی سُن کے اسے بہزآد ہوتا ہے یہ حال

ہم جو کھو جاتے ہیں کہہ اٹھتا ہے دل ہائے رسول

للہ کرم کیجئے سرکارِ مدینہ
ہم کو بھی دکھا دیجئے دربارِ مدینہ

درباروں میں دربار ہے دربارِ مدینہ
سب سے بڑی سرکار ہے سرکارِ مدینہ

ہر جا پہ نظر آتے ہیں انوارِ مدینہ
اللہ ری اے شمعِ ضیا بارِ مدینہ

کچھ اپنے غلاموں کی خبر ہے کہ نہیں ہے
یا مطلبی سیّدِ ابرارِ مدینہ

بہزاد مجھے خوف نہیں روزِ جزا کا

آقا ہیں مرے احمدِ مختارِ مدینہ

نہ پوچھو کہ کیا ہیں ہمارے محمدؐ
شہِ دوسرا ہیں ہمارے محمدؐ

انھیں نے بتائیں ہمیں حق کی باتیں
رسولِ خدا ہیں ہمارے محمدؐ

نہ کیوں ان پہ صدقہ ہو سارا زمانہ
حقیقت نما ہیں ہمارے محمدؐ

زمیں بھی ہے انکی زماں بھی ہے ان کا
شہِ دوسرا ہیں ہمارے محمدؐ

نہیں بات خالی کسی کی ہے جاتی
بڑے پرعطا ہیں ہمارے محمدؐ

ہمیں خوفِ محشر کا بہزاد کیوں ہو

حبیبِ خدا ہیں ہمارے محمدؐ

سینے میں لئے بیٹھا ہوں ارمانِ مدینہ

للہ کرم کیجئے سلطانِ مدینہ

وہ کون ہے جس پر کہ نہیں لطف وعنایت
کس کس پہ جہاں میں نہیں احسانِ مدینہ
پھیلائے ہوں دامن کو کرم کیجے خدارا
یا شاہِ عرب سرور ذیشانِ مدینہ
مدت سے ترستی ہے مری جانِ فسردہ
لائی جو صبا بوئے گلستانِ مدینہ
وہ کونسا دن ہوگا جو پہنچوں گا مدینے
بہزاد مرے دل میں ہے ارمانِ مدینہ

الٰہی دکھادے دیارِ مدینہ
ہر اک کو طفیل نگارِ مدینہ
نظر پر نہ کیوں ہو زمانہ تصدق
بسی ہے نظر میں بہارِ مدینہ
خدا کی قسم میرا ایمان یہ ہے
گلوں سے بھی بہتر ہے خارِ مدینہ
سکوں میں تو کوئی مزا ہی نہیں ہے
الٰہی بنا بے قرارِ مدینہ
دل و دیدہ دونوں ہیں سرمست و بیخود
عجب ہے فضائے بہارِ مدینہ
ہو مدہوش جو نامِ طیبہ کو سن کر
وہی ہے وہی ہوشیارِ مدینہ
مجھے اور بہزاد ارماں نہیں ہے
تمنا ہے دیکھوں بہارِ مدینہ

آپ کا سب پہ ہے احسان رسولِ عربی
آپ ہیں باعثِ ایمان رسولِ عربی
مظہر ذاتِ خدا واقفِ اسرار تمام
کیوں دو عالم نہ ہو قربان رسولِ عربی
آپ رحمت ہیں ہر اک وقت ہر عالم کیلئے

دہر ہے بندۂ احسان رسول عربی

آپ ہی کو ہوئی معراج بہ درگاہ خدا
ورنہ کس کا تھا یہ امکان رسول عربی

آپ کی ذاتِ گرامی پہ فدا جاں میری
اور میں آپ پہ قربان رسول عربی

ایک ارمان ہے بہزاد کو دیکھے طیبہ
اور کوئی نہیں ارمان رسول عربی

ہر شخص کو ہے اُلفتِ سلطانِ مدینہ
ہر شخص پہ ہے رحمتِ سلطانِ مدینہ

اللہ کا نام اور محبت بھی اسی کی
دُنیا میں یہ تھی دولتِ سلطانِ مدینہ

وہ جاں ہی کوئی جان وہ دل بھی ہے کوئی دل
جس دل میں نہیں حسرتِ سلطانِ مدینہ

بیتاب ہیں بیخواب ہیں مدت سے یہ آنکھیں
اللہ دکھا صورتِ سلطانِ مدینہ

ہر شخص کا سر جھکتا تھا دربارِ نبی میں
تھی فقر پہ یہ سطوتِ سلطانِ مدینہ

وہ تم ہو کہ میں ہوں کہ فلک ہو کہ زمیں ہو
سب کو ہے غمِ فرقتِ سلطانِ مدینہ

دنیا ہوئی مدہوش زمانہ ہوا بے خود
بہزاد نے کی مدحتِ سلطانِ مدینہ

ہمیں اب یہ جینا گوارا نہیں ہے
مدینے کا حاصل نظارا نہیں ہے

رسولِ مکرم ہم عصیاں زدوں کا
بجز آپ کے کچھ سہارا نہیں ہے

مدینہ کے ذرّے ہوں یا خاکِ یثرب
وہ کیا ہے کہ مجھکو پیارا نہیں ہے

مدینہ تو جاتے ہی ہیں جانیوالے
چمکتا ہمارا ستارا نہیں ہے

تم اے قافلہ والو تنہا چلے ہو
کوئی اور کیا غم کا مارا نہیں ہے

جو مژگاں کے اوپر نظر آرہا ہے
یہ آنسو ہے آنسو یہ تارا نہیں ہے

مدینہ کی گلیاں نظر میں بسی ہیں　　اب ان کے سوا کچھ گوارا نہیں ہے
ہمیں زندگی دی ہے بہزاد مضطر
ہمیں عشقِ احمد نے مارا نہیں ہے

مری زندگانی کا حاصل مدینہ　　مری جان مدینہ مرادِ دل مدینہ
محبت جسے چاہے جیسا بنادے　　نہ آساں مدینہ نہ مشکل مدینہ
نہ طوفاں کا ڈر ہے نہ موجوں کی پروا　　ہے کشتیٔ عصیاں کا ساحل مدینہ
زمانہ سے بیخود چلا جا رہا ہوں　　ہیں رہرو ہوں ہی میری منزل مدینہ
فضائے زمانہ سے گھبرا چکا ہوں　　دکھادے مجھے جذبِ کامل مدینہ
ہیں شاہد مری اشک آلود آنکھیں　　کہوں کیا کہ ہے حسرتِ دل مدینہ
یہ شاہوں کے انداز بہزاد کیوں ہیں
چلو بن کے ہم مثلِ سائل مدینہ

دہر کے ہادی دہر کے ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
جانِ مدینہ جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبِ شوکت شافعِ محشر جانِ صداقت جگ کے سرور
رہبرِ اعلیٰ ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
غنچہ غنچہ آپ سے خنداں ذرہ ذرہ آپ سے حیراں
آپ سے ہے یہ دہر منظم صلی اللہ علیہ وسلم
باعثِ نورِ ماہِ منور ختمِ رسالت ختمِ پیمبر
فخرِ رسولاں نازشِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
ساقیٔ کوثر جانِ زمانہ سب سے بہتر سب سے یگانہ
حسنِ مکمل نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

دل کو ہے ارمانِ مدینہ سن لیجے جانانِ مدینہ
سن لیجے اے میرے مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہجرِ مدینہ میں گریاں ہے اسکو بھلا آرام کہاں ہے
دیکھئے یہ بہزاد کا عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کیونکر رٹوں نہ نام رسولِ کریم کا
ہیں تو ہوں اک غلام رسول کریم کا
جن و بشر ہیں حور و ملک ہیں طیور ہیں
ہے ذکر صبح و شام رسول کریم کا
اللہ جانتا ہے مری سوزشِ دلی
روتا ہوں لیکے نام رسول کریم کا
میرے لئے کٹھن نہیں طیبہ کی منزلیں
شیدا ہوں لا کلام رسول کریم کا
معراج کیوں نہ ہوتی رسولِ کریم کو
تھا عرش ہی مقام رسول کریم کا
نامِ دیارِ پاک سے ہوں کیوں نہ بیقرار
بہزاد ہوں غلام رسول کریم کا

دہر میں ہے ہر ایک سمت رنگِ جمالِ مصطفیٰؐ
دل سے نہ جائیگا کبھی میرے خیالِ مصطفیٰؐ
امتِ پُر گناہ کو میرے لئے معاف کر
خالقِ دو جہاں سے ہے بس یہ سوالِ مصطفیٰؐ
کون و مکاں میں دیکھ لو سارے جہاں میں دیکھ لو
پاؤ گے تم کہیں نہیں مثل و مثالِ مصطفیٰؐ
گل میں ہے اک ادائے خاص دیکھیں ایک رنگِ خاص
جلوہ فگن ہے ہر طرف رنگِ جمالِ مصطفیٰؐ
خلق کی حد کوئی نہیں رحم کی حد کوئی نہیں
شق قمر کا معجزہ ادنےٰ اک کمالِ مصطفیٰؐ

مجھ پہ اثر کریگی کیا خاک یہ دلکشیٔ دھر
میری نظر نظر میں ہے رنگ جمالِ مصطفیٰؐ

تیرے کرم سے اے خدا پا چکا مدعائے دل
کافی ہے مجھ فقیر کو الفتِ آلِ مصطفیٰؐ

الٰہی دکھا دے جمال محمدؐ ۔ طفیل محمد و آل محمدؐ
زمانہ میں کب تھا کوئی ان کا جیسا ۔ زمانہ میں کب ہے مثال محمدؐ
ہوا چاند بھی اک اشارہ میں ٹکڑے ۔ یہ ادنیٰ سا ہے اک کمالِ محمدؐ
مرے دل کی حالت خدا جانتا ہے ۔ نہ جائیگا دل سے خیالِ محمدؐ
ہر اک شے میں پنہاں ہے ان کی تجلّی ۔ ہر اک شے سے ظاہر جمالِ محمدؐ
نہ کیوں کر رٹوں نام نامی کو ہر دم ۔ ہے عین عبادت خیالِ محمدؐ
دھنی تھے مقدر کے دیکھی جنھوں نے ۔ ضیا رُخِ پُر جمالِ محمدؐ
خدا کی قسم میرا ایمان یہ ہے ۔ نہ ہے اور نہ ہوگی مثالِ محمدؐ

نظامی نیازی ہوں بغداد مجھ کو
ہے فخر غلامیٔ آلِ محمدؐ

شاہ امم شہ ہدا صل علیٰ محمدٍ ۔ یعنی رسول کبریا صل علیٰ محمدٍ
مشکلیں اسکی ٹل گئیں رحمتیں اسکو مل گئیں ۔ جس نے بھی دل سے کہدیا صل علیٰ محمدٍ
کون و مکاں میں آپ ہیں نوح جہاں میں آپ ہیں ۔ آپ ہیں شاہِ دوسرا صل علیٰ محمدٍ
طیبہ تو لوگ جاچکے میں بھی یہاں نہ ہوں پڑا ۔ مجھ پہ بھی کیجئے عطا صل علیٰ محمدٍ
شافع روز حشر آپ واقف روز نشر آپ ۔ آپ تو خود ہیں حق نما صل علیٰ محمدٍ
اسکو جہاں سے کیا غرض کون و مکاں سے کیا غرض ۔ جو ہے غلام آپ کا صل علیٰ محمدٍ
اور کسی سے کیا کہوں اور کسی سے کیوں کہوں

بس تو ہوں آپ کا گدا اصل علی محمد

میں کیوں نہ کروں حسرت دیدار محمد — ہر چیز پہ ہے بارش انوار محمد
یہ درد یہ سوزش یہ مرض عین شفا ہے — یارب نہ شفایاب ہو بیمار محمد
ہر ذرہ میں ہر پتہ میں ہر غنچہ میں گل میں — ہے جلوہ فگن روئے پُر انوار محمد
اللہ کرے سب کو عطا ساغر ایماں — ہشیاروں کا ہشیار ہے سرشار محمد
جینے کی اُسے فکر نہ مرنیکا اُسے غم — ہر حیب سے مدہوش ہو میخوار محمد
ایمان کی تو یہ ہے کہ ہر صاحب ایماں — سو جان سے ہے طالب دیدار محمد

بہزاد فسردہ کی یہ ہر وقت دعا ہے
اللہ دکھا روئے ضیا بار محمد

کرم کیجئے اے شہنشاہ بطحا — دکھا دیجئے ہم کو درگاہ بطحا
دھنی بخت جو قسمت کے پہنچے مدینے — میں بیٹھا ہوا ہوں سر راہ بطحا
زمانہ کے مالک زمانے کے مولا — شہنشاہ ہر دو سرا شاہ بطحا
نہیں اس کا ایماں حقیقت میں ایماں — زمانہ میں جو بھی ہے گمراہ بطحا
ہر اک شئے زمانہ کی ہے نور افشاں — یہ تیرا تصدق ہی اے ماہ بطحا
جبین دو عالم جھکی ہے وہاں پر — کوئی دیکھ لے عزت وجاہ بطحا

اسی کا تو بہزاد ہے فخر مجھ کو
کہ آقا ہیں میرے شہنشاہ بطحا

کیوں نہ ہوں میں قربان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہاتھ میں ہے داماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پھیلی ہوئی ہی ہر دو جہاں میں فرش زمیں پر کون ومکاں میں

خوشبوئے بستانِ محمد صلی اللہ علیہ و سلم

حق نے عطا کی معراج انکو بخشا شفاعت کا تاج ان کو
اللہ اللہ شانِ محمد صلی اللہ علیہ و سلم

قدمو نہیں تھی انکے شاہی پردہ تھے مست عشق الٰہی
فقر رہا سامان محمد صلی اللہ علیہ و سلم

کیوں ہے جہاں آئینہ ساماں کھل نہ سکو گا قلب پریشاں
دل تو ہے حیران محمد صلی اللہ علیہ و سلم

آہ چلو طیبہ ہو آئیں اپنا مقدر چل کے بنائیں
بن جائیں مہمان محمد صلی اللہ علیہ و سلم

دنیا کا ارمان کروں کیوں دنیا پر بہزاد مروں کیوں
کافی ہے داماںِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم



غزلیں

نہ مل سکا کسی صورت مجھے قرار اب تک
دلِ حزیں ہے محبت میں سوگوار اب تک

ہر ایک شے کو زمانہ کی پا رہا ہوں حسیں
بسا ہوا ہے نگاہوں میں روئے یار اب تک

الٰہی چاکِ گریباں کی میرے خیر رہے
سمجھ رہا ہے زمانہ اسے بہار اب تک

اب انتظار کی دُنیا سے ماورا ہوں میں
نگاہِ شوق رہی وقفِ انتظار اب تک

مرے چمن میں ذرا بھی خزاں کا دور نہیں
اسی طرح سے ہے دامان تار تار اب تک

یہ فیض ہے مری توبہ کا دیکھ لے ساقی
کہ میکدہ پہ ہے چھائی ہوئی بہار اب تک

نثار اس کے ملا جس کو کوئی ہمدم دوست
ہمیں تو مل نہ سکا کوئی غمگسار اب تک

نقاب کس لئے لرزاں ہے روئے روشن کی
نگاہِ شوق ہے شاید امیدوار اب تک

سجودِ عشق کا شاید یہ فیض ہے بھڑادی
بڑھا ہوا ہے مری سمت پائے یار اب تک

کچھ عجب دل کا حال ہے پیارے
زندگانی وبال ہے پیارے

اب تمہارا کوئی خیال نہیں
اب تو اپنا خیال ہے پیارے

تم نے اب تک نہ حالِ دل پوچھا
صرف اس کا ملال ہے پیارے

ہر نظر جان و دل کی طالب ہے
ہر نظر بے مثال ہے پیارے

جی رہے ہیں مگر مصیبت سے
ہاں ہمارا یہ حال ہے پیارے

تم کو لے آئے ہیں تصور میں
یہ ہمارا کمال ہے پیارے

تم یہ کیوں آہِ سرد بھرتے ہو
تم کو کس کا خیال ہے پیارے

اللہ اللہ قلبِ مضطر کو
اک غمِ لازوال ہے پیارے

ان کی تخصیص کچھ نہیں بہزاد
اب تو سب سے سوال ہے پیارے

ہر سمت جا رہا ہوں انہی کو پکارنے
اچھا کیا سلوک دلِ بیقرار نے

اب مجھکو اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
دنیا سے کھو دیا ہے دلِ بیقرار نے

اس دردِ عاشقی پہ یہ کون و مکاں نثار
جو درد دیا ہے تمنائے یار نے

اللہ کس کے رُخ کی تجلی ہے ہر طرف
یہ کون آ گیا مری دنیا سنوارنے

دستِ جنوں کو پھر ہے گریباں کی آرزو
چونکا دیا ہے آمدِ فصلِ بہار نے

اب دل کو انتظار کی عادت سی ہو گئی
یہ حال کر دیا ہے ترے انتظار نے

زاہد مرا قصور نہیں ہے تری قسم
سجدے کرا لیے ہیں مجھے کوئے یار نے

اب بدگمانیوں میں بسر کر رہا ہوں میں
کھویا ہے دو جہاں سے ترے انتظار نے

اک بُت کے واسطے مری دنیا بدل گئی
بہزاد کیا کیا دلِ بے اختیار نے

اک بے وفا سے چاہ کئے جا رہا ہوں میں

یوں زندگی تباہ کئے جا رہا ہوں میں
ہر لحظہ آہ آہ کئے جا رہا ہوں میں
تیرے لئے گناہ کئے جا رہا ہوں میں
آنکھیں بھی خشک ہیں مری اور لب بھی ہیں خموش
ہر طرح سے نباہ کئے جا رہا ہوں میں
الزامِ کفر کو بھی میں سر اپنے لے چکا
ہر بات بے پناہ کئے جا رہا ہوں میں
دُنیا تو کہہ چکی ہے محبت کو جرم ہے
پھر بھی یہی گناہ کئے جا رہا ہوں میں
وہ ہیں کہ اپنے منہ کو چھپاتے ہیں بار بار
ان کی طرف نگاہ کئے جا رہا ہوں میں
یہ جانتا ہوں سجدہ نہیں ہے انھیں روا
پھر بھی عجب گناہ کئے جا رہا ہوں میں
ہر لحظہ ان کی یاد ہے ہر لمحہ ان کا ذکر
دل کا سکوں تباہ کئے جا رہا ہوں میں
تارے بھی مضمحل ہیں فلک بھی ہو کچھ اُداس
اتنی بلند آہ کئے جا رہا ہوں میں
دھنی لال اس میں ان کا نہیں ہے کوئی قصور
خود ترکِ رسم و راہ کئے جا رہا ہوں میں

آغاز محبت تھا انجام محبت ہے
اس سارے زمانہ کی اتنی سی حقیقت ہے
یہ میرا فسانہ بھی کیا طرفہ افسانہ ہے
جب بھی مجھے راحت تھی اب بھی مجھے راحت ہے
ہر چیز مرا دل ہے ہر چیز محبت ہے
سننے کو تو کہانی ہے کہنے کو حقیقت ہے

ہیں پھول کھلے ہر سو ہی فصلِ بہار آئی / اے جوشِ جنوں اسدم دامن کی ضرورت ہے
وہ دن بھی عجب دن تھے یہ دن بھی عجب دن ہیں / جب عیش کی خواہش تھی اب غم کی ضرورت ہے
سرتاپا محبت ہی جس شے پہ نظر ڈالو / دُنیا کی ہر اک شے کا عنوان محبت ہے
میں غم کا ہوں طالب راحت کا نہیں طالب / تم جو بھی مجھے دیدو اس کی ہی ضرورت ہے
ہوں درد سراپا ہوں میں عشقِ مجسّم ہوں / نظروں میں فسانہ ہی اشکوں میں حقیقت ہے

بھن اُدھر ارو نا بھن اُدھرے نالے
یہ روز کا ہنگامہ سب دل کی بدولت ہے

اپنی زباں سے کام لئے جا رہا ہوں میں
ہر وقت تیرا نام لئے جا رہا ہوں میں
اے صاحبِ نگاہ تری بزمِ ناز سے
اک کیفِ ناتمام لئے جا رہا ہوں میں
بیخود ہوں بیخود اس ہوں سرمست ہوں مگر
تیری نظر کا نام لئے جا رہا ہوں میں
بربادئ حیات مسلّم تو ہے مگر
ہمراہ رنگِ شام لئے جا رہا ہوں میں
تجھ کو مری قسم کہ نہ دے فرصتِ نفس
بیدرد تیرا نام لئے جا رہا ہوں میں
گر ہاتھ کانپتے ہیں تو پرواہی کیا مجھے
ساقی سے اور جام لئے جا رہا ہوں میں
اب جس کے جی میں آئے کہے اپنی داستاں
محفل سے رنگِ عام لئے جا رہا ہوں میں
وہ بھی ہیں بیقرار جہاں بھی ہے بیقرار

آہِ رسا سے کام لئے جا رہا ہوں میں
اس نے تباہ کی مری دنیائے آرزو!
بسملؔ اُسی کا نام لئے جا رہا ہوں میں

نیا افسانۂ ہستی کا عنواں دیکھتا ہوں میں
نہاں اپنے ہر اک آنسو میں طوفاں دیکھتا ہوں میں
نگاہِ شوق کی تسکین آخر ہو تو کیسے ہو
جمالِ یار کو تا حدِّ امکاں دیکھتا ہوں میں
کسی کے چہرۂ انور پہ ہیں بکھری ہوئی زلفیں
زہے قسمت کہ یکجا کفر و ایماں دیکھتا ہوں میں
خدا رکھے جنون فتنہ ساماں کی فراوانی
کہ اب دامن کو ہمشکل گریباں دیکھتا ہوں میں
زمانہ کفر سامانی اسے سمجھے تو کیا پروا
کہاں جاؤں ترے قدموں میں ایماں دیکھتا ہوں میں
محبت کا اثر یکساں نظر آتا ہے عالم پر
بسا اوقات انکو بھی پریشاں دیکھتا ہوں میں
مجھے جب بھی عطا کرتا ہے ساقی ہستی کے اک ساغر
تو اس ساغر کے اندر دین و ایماں دیکھتا ہوں میں
گئے وہ دن کہ جب تھے خوابِ رنگیں میری دنیا میں
بہر انداز اب خوابِ پریشاں دیکھتا ہوں میں
یہی بسملؔ ہے معراجِ عشق و عاشقی شاید
کہ اب تو ہر قدم پر روئے جاناں دیکھتا ہوں میں

دُنیا جسے کہتے ہو اک طرفہ تماشا ہے
ایک وقت میں ہنسنا ہے اک وقت میں رونا ہے

بیکار شکایت ہے بیہودہ یہ شکوہ ہے
تقدیر میں رونا ہے قسمت میں تڑپنا ہے

ہم خوب سمجھتے ہیں تقدیر میں رونا ہے
جب ہم کو تمنا تھی اب دل کو تمنا ہے

ہر ذرہ میں آتا ہے اک رنگ نظر مجھکو
شاید کہ بتِ کافر یہ تیرا اشارا ہے

طوفان یہ کیوں آیا طوفاں کی ضرورت کیا
کشتی کیلئے کافی موجوں کا اشارا ہے

دل اور جگر دونوں بیتاب ہیں مضطر ہیں
اک غم کا ستایا ہے اک درد کا مارا ہے

ساغر کو منہ میں چھونا توبہ مری رہ جاتی
مجبور ہوں اے واعظ ساقی کا اشارا ہے

سجدوں کا مجھے ان کے الزام نہ دے زاہد
میں جانتا ہوں میں نے جس رنگ میں دیکھا ہے

ان کی بھی نہیں پروا اپنی بھی نہیں پروا
بسمل ادھر اعالم دُنیا سے نرالا ہے

ہم تماشا ہے تو خوب تماشا دیکھا
پاسِ توبہ نہ کیا ساغر و مینا کی قسم
بلبلِ زار ہے نالاں تو ہیبا ہے اداس
اللہ اللہ ان آنکھوں کا وہ تاباں آنسو

خود جو تڑپے تو زمانہ کو تڑپتا دیکھا
ہم نے جس وقت بھی ساقی کا اشارا دیکھا
کہیں اچھا نہ محبت کا نتیجہ دیکھا
ہم نے دامن پہ ٹپکتا ہوا تارا دیکھا

طرفہ تر ہوتا ہے ہر معرکہ راز و نیاز
شمع کے سامنے پروانہ کو جلتا دیکھا
اسطرف ہم نے جھکادی ہی جبین پُرشوق
جس طرف قلب کو کرتے ہوئے سجدا دیکھا
دل کے قربان کہ راس آگئی اس کو الفت
بیشتر ہم نے اُسے غم میں بھی ہنستا دیکھا
دل کی دُنیا بھی ہی ہمرنگ عروج مہ و ماہ
اصل کی اصل تماشہ کا تماشہ دیکھا
ہم تو بھن۱۲د زمانے کے کئی بار بنے
ہاں زمانہ کو نہ بنتے ہوئے اپنا دیکھا

آشیاں کو جلا کے دیکھ لیا
کچھ نہیں گھر مٹا کے دیکھ لیا
تجھ بن مہر و وفا کی بُو ہی نہیں
تجھکو اپنا بنا کے دیکھ لیا
تجھ کو دیکھا ہے ہر طرح ہمدم
کھو کے دیکھا کہ پا کے دیکھ لیا
ایک دھوکا ہے اصل میں منزل
قرب منزل بھی جا کے دیکھ لیا
زندگی چیز تھی مٹانے کی
زندگی کو مٹا کے دیکھ لیا
تیری بندہ نوازیوں کا رنگ
دست حسرت بڑھا کے دیکھ لیا
اب نہ میری زبان کھلوا ؤ
میں نے سب کچھ بڑھا کر دیکھ لیا
جو نہ دیکھا تھا عمر بھر ساقی
ایک ساغر چڑھا کے دیکھ لیا
اُس طرف حشر ہو گیا برپا
جس طرف مسکرا کے دیکھ لیا
پس پردہ نہ کچھ نظر آیا
میں نے پردہ اٹھا کے دیکھ لیا
دل کی قیمت کوئی نہیں بھن۱۲د
ہر جگہ دل لٹا کے دیکھ لیا

نظمیں

عجب زندگی ہے

خلش میں مزا ہے نہ غم میں مزا ہے
نہ اب عشق کے زیر و بم میں مزا ہے
تڑپ میں نہ اب کیف و کم میں مزا ہے ———— عجب زندگی ہے
جو آہیں بھروں بھی تو تسکیں نہیں ہے
دعائیں کروں بھی تو تسکیں نہیں ہے
یقیناً مروں بھی تو تسکیں نہیں ہے ———— عجب زندگی ہے
یہ رنگین منظر بھی بے کیف سے ہیں
قسم ہے گلِ تر بھی بے کیف سے ہیں
وہ بام اور وہ در بھی بے کیف سے ہیں ———— عجب زندگی ہے
زمانہ کی رنگت سے گھبرا رہا ہوں
میں ہر رنج و راحت سے گھبرا رہا ہوں
کسی کی محبت سے گھبرا رہا ہوں ———— عجب زندگی ہے
کسی سے کہوں کیوں کہ ناشاد ہوں میں
خدا جانتا ہے کہ برباد ہوں میں
کسی کی محبت میں بہزاد ہوں میں ———— عجب زندگی ہے

تمھیں یہ دن کے نظارے سلام کہتے ہیں
جو رات ہوتی ہے تارے سلام کہتے ہیں
غموں میں پڑ کے بھی تم سے کوئی نہیں غافل

نگاہِ غم کے اشارے سلام کہتے ہیں
وہی بساط کہ کہتے ہیں جس کو بازئ عشق
اسی بساط کے ہارے سلام کہتے ہیں
وہی کہ جن کی ابھی تک ہے تم سے آس لگی
وہی شکستہ سہارے سلام کہتے ہیں
جو ہو سکے تو مداوائے دردِ غم کردو
تمام درد کے مارے سلام کہتے ہیں
قبول ان میں سے جس کا سلام ہو جائے
جہانِ عشق میں اس کا ہی نام ہو جائے

تمہاری قسم اب بھی تم پر فدا ہوں
یہ مانا کہ اب اشکباری نہیں ہے
یہ مانا کہ اختر شماری نہیں ہے
یہ مانا کہ وہ بیقراری نہیں ہے
یہ مانا کہ مدت سے تم سے جدا ہوں
خدا کی قسم اب بھی تم پر فدا ہوں
محبت سے معمور ہے میری دُنیا
مئے عشق سے چُور ہے میری دُنیا
ابھی تک بدستور ہے میری دُنیا
ابھی تک اسی درد میں مبتلا ہوں
تمہاری قسم اب بھی تم پر فدا ہوں
غلط ہے کہ پہلی سی الجھن نہیں ہے
غلط ہے کہ اب دل میں دھڑکن نہیں ہے

غلط ہے کہ اب شور وشیون نہیں ہے
مگر ہاں یہ ہے زیرِ لب کہہ رہا ہوں

میں ہنستا ہوں لیکن ہنسی دوسری ہے
یہ محسوس کرتا ہوں کوئی کمی ہے
وہی دل کی حالت وہی بے کلی ہے

سمجھتے ہو تم مجھ کو بدلا ہوا ہوں
تمہاری قسم اب بھی تم پر فدا ہوں

مقدّر میں لکھا ہے ناشاد رہنا
مقدّر میں لکھا ہے برباد رہنا
مقدّر میں لکھا ہے جلّاد رہنا

اسی واسطے اپنے لب سی چکا ہوں
تمہاری قسم اب بھی تم پر فدا ہوں

تمھیں یاد ہے تم نے جو کچھ کہا تھا
رہوں گا میں ثابت قدم یہ کہا تھا
کرو اس کا تم کچھ نہ غم یہ کہا تھا

مجھے واسطہ عشق کا بھی دیا تھا !
تمہیں یاد ہے تم نے جو کچھ کہا تھا

وہ دن جبکہ بادل تھے گھر گھر کے آئے
محبّت کے تھے گیت تم نے بھی گائے

مرے ہاتھ کو اک جھٹکا دیا تھا
تمہیں یاد ہے تم نے جو کچھ کہا تھا

وہ دن ہاں وہ دن جبکہ میں رو رہا تھا

تمہارے لئے جان کو کھو رہا تھا

تمہاری کبھی آنکھوں میں اشک آگیا تھا
تمہیں یاد ہے تم نے جو کچھ کہا تھا

کہا تھا یہ تم نے کہ دھن اے مضطر
نہ چھوڑوں گا تجکو کبھی زندگی بھر

تمہارے مرے درمیاں میں خدا تھا
تمہیں یاد ہے تم نے جو کچھ کہا تھا

تمھیں چمن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں
یہ مست مست گھٹائیں سلام کہتی ہیں

گلوں کے خندۂ رنگین و پر حیا کی قسم
کلی کلی کی ادائیں سلام کہتی ہیں

وہ جن کو تم نے کبھی آج تک سنا ہی نہیں
وہ نامراد صدائیں سلام کہتی ہیں

تمہارے جور و ستم کا گلہ نہیں ہے کوئی
مری تمام وفائیں سلام کہتی ہیں

سنو سنو کہ بڑے دور کی صدا ہے یہ!
دلِ حزیں کی دعائیں سلام کہتی ہیں

خدا تمھیں مری دنیا میں بامراد رکھے
مجھے فسردہ رکھے اور تم کو شاد رکھے

کہاں تک ترے واسطے غم اٹھائیں

کہاں تک رہیں مضطر

کہاں تک سہیں آخرش ہم مصیبت
کہاں تک ان آنکھوں سے آنسو چھپائیں
کہاں تک ترے واسطے غم اٹھائیں

نظر میں ہماری تو ہی تو بسا ہے
محبّت میں دل تیری ڈوبا ہوا ہے
تو ہی یہ بتا تجھ کو کیسے بھلائیں
کہاںتک ترے واسطے غم اٹھائیں

نہ کیوں دل ہو مضطر نہ کیوں جاں ہو مضطر
نہ کیوں ہر گھڑی چشمِ پُر شوق ہو تر
کہ کانوں میں آتی ہیں تیری صدائیں
کہاںتک ترے واسطے غم اٹھائیں

خدا کیلئے تم کو کیا ہو گیا ہے
یہ اکدم سے کیوں آنکھ تم نے چُرائی
غضب کر دیا میری دُنیا مٹائی

ذرا دل میں سوچو مری کیا خطا ہے
خدا کیلئے تم کو کیا ہو گیا ہے

اگر ہے تو الفت ہے تقصیر میری
بدل دو بدل دو یہ تقدیر میری
مقدّر بنانا بھی کوئی بُرا ہے
خدا کیلئے تم کو کیا ہو گیا ہے

زمانہ کو دیکھو زمانے کو سمجھو
نہ جھوٹا مرے اس فسانے کو سمجھو

فدا تم پہ میرا دل مبتلا ہے
خدا کیلئے تم کو کیا ہو گیا ہے

کہو تو میں کچھ دل کی باتیں سناؤں
بہت دن سے رہتا ہوں بیتاب و گریاں
بہت دن سے سینے میں ہے دردِ پنہاں
کہاں تک کروں ضبط اور غم اٹھاؤں
کہو تو میں کچھ دل کی باتیں سناؤں
کہاں تک سہوں درد اور بیقراری
بُری شے ہے دُنیا میں بے اختیاری
یہ کیا حال تک بھی نہ تم کو بتاؤں
کہو تو میں کچھ دل کی باتیں سناؤں
یہ طے ہے مجھیں سن کے افسوس ہو گا
بپا دل میں اک حشرِ خاموش ہو گا
یہ جی چاہتا ہے کہ تم کو رُلاؤں
کہو تو میں کچھ دل کی باتیں سناؤں
یہ طے ہے کہ برباد رہنا ہے مجھ کو
یہ طے ہے کہ دُکھن اُداس رہنا ہی مجھ کو
مگر جو گذرتی ہے وہ تو بتاؤں
کہو تو میں کچھ دل کی باتیں سناؤں

خدا جانتا ہے کہ مجبور ہوں میں
سکوں میرا ہے اضطراب محبت

اک آتش ہے زیرِ نقابِ محبت

زمانہ سمجھتا ہے مسرور ہوں میں
خدا جانتا ہے کہ مجبور ہوں میں

یہ آہیں نہیں ہیں یہ فریادِ غم ہے
مرے دل میں اک محشرِ زیر و بم ہے
خفا کیوں ہو پابندِ دستور ہوں میں
خدا جانتا ہے کہ مجبور ہوں میں

حدوں سے بڑھی ہے مری بیقراری
نہیں بس میں میرے یہ بے اختیاری
حقیقت تو یہ ہے کہ معذور ہوں میں
خدا جانتا ہے کہ مجبور ہوں میں

تم آئے ہو کیوں رحم مجھ پر نہ کھاؤ
میں دکھیا ہوں یونہی گذر جائیگی جاؤ
نہ غم اور دو یوں ہی رنجور ہوں میں
خدا جانتا ہے کہ مجبور ہوں میں

مری عید تم ہو

یہ سنتا ہوں ہے عید کی رونمائی
مسرت میں ڈوبی ہے ساری خدائی
میں ہوں وقفِ آلامِ دردِ جدائی

خدارا مجھے یاد آ کے نہ چھیڑو
مری عید تم ہو

یہ مانا کہ یہ دن مسرت بھرا ہے

یہ مانا کہ ہر شخص خوش ہو رہا ہے
مرا دل مسرت سے بیگانہ سا ہے

کرو منصفی اور ذرا دل میں سوچو
مری عید تم ہو

غلط ہے کہ دُنیا میں اُلفت نہیں ہے
غلط ہے وہ شانِ محبّت نہیں ہے
مجھے عید کی کچھ مسرّت نہیں ہے

محبت نہیں یہ تو کیا شے ہے بولو
مری عید تم ہو

یہ سُن لو اسی دن مری عید ہو گی
میسّر نگاہوں کو جب دید ہو گی
محبّت کی جس وقت تجدید ہو گی

میں قربان تم پر بس اتنا سمجھ لو
مری عید تم ہو



گیت

افسوس نہ وہ مانے

گھر گھر کے جو ابر آیا
اور چاروں طرف چھایا
ہر غنچہ جو لہرایا
دُنیا گئی سمجھانے
افسوس نہ وہ مانے

باغوں میں جو تھے جھولے
اس رُت پہ تھے سب پھولے
ہر غم کو تھے سب بھولے
بلبل تو لگی گانے
افسوس نہ وہ مانے

کی انکی خوشامد بھی
لیکن نہ نظر پلٹی
ہر طرح سے کوشش کی
کیا بات تھی کیا جانے
افسوس نہ وہ مانے

دھن اُن کا یہ قسمت ہے
یا رنگِ محبت ہے
یا حُسن کی فطرت ہے
وہ ہم کو نہ پہچانے
افسوس نہ وہ مانے

سجنوا یہ ہے ملن کی رات

بھول گئے تارے بھی چھپکنا
دیکھ کے پورا پریم کا سپنا
بھول گیا دل گھات
سجنوا
یہ ہے ملن کی رات

آؤ گائیں مل کے ملہاریں
آگئیں پھر جیون کی بہاریں
آؤ کریں کچھ بات
سجنوا
یہ ہے ملن کی رات

مجھکو یہ مرغوب نہیں ہے
آج کے دن تو خوب نہیں ہے
نینوں کی برسات
سجنوا
یہ ہے ملن کی رات

باغ کے اندر جھوم رہا ہے
پھولوں کا مُنہ چوم رہا ہے
ہر غنچہ ہر پات
سجنوا
یہ ہے ملن کی رات

بلبل نے اک گایا گیت

پھول پہ جب بھونرا منڈلایا
دل میں جو اس کے جوش اک آیا
راس نہ آئی جب اُسے پیت
بلبل نے اک گایا گیت

باغ میں چھائی تھی اک اُداسی
پھولوں کی رنگت تھی باسی
کیسے دن یہ جلتے بیت

پھولوں پر جب لالی آئی
کلیوں نے لی جب انگڑائی

پربت کی دیکھی سب نے ریت
بلبل نے اک گایا گیت

ہاں بیت گئے دن ساون کے

بارش کی ہوائیں ختم ہوئیں
پُرلطف فضائیں ختم ہوئیں

ہم رہ گئے آس میں درشن کے
ہاں بیت گئے دن ساون کے

باقی ہے کہاں اب ہریالی
کب ہے پھولوں پر اب لالی

وہ رنگ کہاں ہیں گلشن کے
ہاں بیت گئے دن ساون کے

اب تک پی میرے نہیں آئے
کیوں نہ مرا دل گھبرائے

یونہی ہیں ارماں سب من کے
ہاں بیت گئے دن ساون کے

مورکھ، کون تجھے سمجھائے

پریت نے تیری سُدھ بسرائی
سوچ نہیں سکتا تو بھلائی

کون تجھے بتلائے
مورکھ
کون تجھے سمجھائے

پریت میں کیا تو سُکھ پائے گا

یاد رہے یہ دُکھ پائے گا
لب پر ہو گا ہائے
مورکھ
کون تجھے سمجھائے

پریت کے پھندے سے تو نکل آ
او مورکھ تو ہے بھولا بھالا
تو نہ کہیں کھو جائے
مورکھ
کون تجھے سمجھائے

خط آیا ہے ساجن کا

پھولوں سے کہو کھل جائیں
بھونروں سے کہو کچھ گائیں
سندیسہ ہے درشن کا
خط آیا ہے ساجن کا

اے جوشِ جنوں اب کم ہو
اے آنکھ نہ اب تو نم ہو
کیا اندیشہ دامن کا
خط آیا ہے ساجن کا

مسرور ہے میری دُنیا
باقی نہیں ہے وہ تڑپنا
یہ حال ہے میرے من کا
خط آیا ہے ساجن کا

تھی اداس حزیں ہوں شاداں
ہوں اُن کے کرم پر حیراں
اب کام ہے کیا الجھن کا
خط آیا ہے ساجن کا

باغ میں کوئل کوکو بولے

بن میں بولے پپیہا پی پی
لاگ لگی ہے کس سے کس کی
پھول کے اوپر بھونرا ڈولے
باغ میں کوئل کوکو بولے

کس کے لبوں پر بین نہیں ہے
پھولوں پر بھی چین نہیں ہے
کھاتے ہیں وہ بھی ہچکولے
باغ میں کوئل کوکو بولے

تیز ہوا نے رنگ جمایا
پھولوں نے دُنیا کو سجایا
پنچھی نے بھی پھر پر تولے
باغ میں کوئل کوکو بولے

آج نہ کر تو دیر سکھی ری

آج ہے پی نے مجھکو بُلایا
آج ان کا سندیسہ آیا
آج ہے میرے من میں اُجالا
آج مٹا اندھیر
سکھی ری
آج نہ کر تو دیر

آج تو دل سے مجھکو سجا دے
آ گئے ہیں ساجن کے بُلاوے
خوب سجا دے خوب بنا دے
جلدی قسمت پھیر
سکھی ری

آج نہ کر تو دیر

دل کی دُنیا مست ہے میری
مجھ کو ہے جانے کی جلدی

میرا دل ہے سیما
سکھی ری
آج نہ کر تو دیر

کب سے کھڑا ہوں تیرے دوارے

درس دکھا دے درس دکھا دے
مجکو ہاں دیوانہ بنا دے

توڑ نہ میرے من کے سہارے
کب سے کھڑا ہوں تیرے دوارے

روتی ہے میرے حال پہ دُنیا
تجھ کو ترس لیکن نہیں آتا

روتے ہیں مجکو دیکھ کے تارے
کب سے کھڑا ہوں تیری دوارے

مجکو جگ سے کام ہی کیا ہے
صبح کیا اور شام ہی کیا ہے

آیا ہوں تجھ تک تیرے مارے
کب سے کھڑا ہوں تیرے دوارے

یہ تم نے خط میں کیا لکھا

کیا ہیں نے عہد کو توڑا
کیا ہیں نے منہ کو موڑا

کیا ہیں نے ہے تم کو چھوڑا
یہ تم نے خط میں کیا لکھا

یہ الٹی باتیں کیسی
یہ آخر گھاتیں کیسی

یہ تم نے ہے دل میں کیا سوچا
یہ تم نے خط میں کیا لکھا

انصاف کرو اور خود سوچو
جھوٹا مجھ کو الزام نہ دو

اور صاف کہو کیا مطلب ہے
یہ تم نے خط میں کیا لکھا

میرے ساجن کا خط آیا

کیوں چپ ہو پپیہو گاؤ
پی پی کا شور مچاؤ

قسمت نے دن یہ دکھایا
میرے ساجن کا خط آیا

لکھا ہے کہ مت گھبراؤ
کچھ رنج نہ دل میں لاؤ

میں بھی ہوں بہت گھبرایا
میرے ساجن کا خط آیا

لکھا ہے نہیں یہ باتیں
سونی ہیں تم بن راتیں

ہے برہا نے مجکو ستایا
میرے ساجن کا خط آیا

اب جیون کے دن آئے
اب درشن کے دن آئے

اب دل نے سکوں کچھ پایا
میرے ساجن کا خط آیا

نور سا ہے اک ہر سو پھیلا آئی ہے چاندنی رات

ہاں یہ دریا اور یہ دھارا
ہاں یہ موجیں اور یہ کنارا
کیسا سندر کیسا ہے پیارا
جیسے ہو چاندی کا پات
نور سا ہے اک ہر سو پھیلا آئی ہے چاندنی رات

سوتے ہیں باغوں میں غنچے
نور کی چادر رُخ پر ڈالے
سرد ہوا کے نکلے ہیں جھونکے
نور کی ہے برسات
نور سا ہے اک ہر سو پھیلا آئی ہے چاندنی رات

باغ کا ہے ہر کانٹا روشن
پھول ہے روشن غنچہ ہے روشن
الغرض ہے دُنیا روشن
روشن ہے ہر بات
نور سا ہے اک ہر سو پھیلا آئی ہے چاندنی رات

تنگ آگیا ہوں دل سے

ان ہی کو ڈھونڈھنا ہے
ان ہی کا مبتلا ہے
گھبرا گیا ہوں دل سے
تنگ آگیا ہوں دل سے

اُلجھن یہ روز کی ہے
دھڑکن یہ روز کی ہے
گھبرا گیا ہوں دل سے
تنگ آگیا ہوں دل سے

ہر روز کا ہے رونا
ہر روز کا تڑپنا
گھبرا گیا ہوں دل سے
تنگ آگیا ...

مدت سے خط نہیں آیا ساجن کا

دل پر ہے اُداسی چھائی
دُنیا ہے مری گھبرائی
دل ہے مرا گھبرایا
مدت سے خط نہیں آیا ساجن کا

وہ ہر جملے کا اشارا
جو دیتا تھا دل کو سہارا
جس نے مجھے اپنا بنایا
مدت سے خط نہیں آیا ساجن کا

تحریر وہ پیاری پیاری
وہ سارے جہاں سی نیاری
وہ جس نے دن یہ دکھایا
مدت سے خط نہیں آیا ساجن کا

تقصیر نہیں کچھ میری
پھر کیوں ہے خط میں دیری
کیوں اس نے مُنہ کو پھیرا
مدت سے خط نہیں آیا ساجن کا

بہزاد خطا کیا اس کی
تقدیر بُری ہے میری
تقدیر نے یہ دن دکھلایا
مدت سے خط نہیں آیا ساجن کا

آؤ تمھیں اک بات سُنائیں

چرخ پہ ہیں جتنے بھی تارے
شیدائی ہیں سب یہ تمہارے

کرتے ہیں جھلمل درد کے مارے
ہوئی ہے جبدم رات
آؤ تمہیں اک بات سنائیں آؤ تمہیں اک بات

یہ دریا یہ اس کی موجیں
چاہتی ہیں بس تم تک پہونچیں
حُسن کا عالم پاس سے دیکھیں
کرتی ہیں پریم کی گھات
آؤ تمہیں اک بات سنائیں آؤ تمہیں اک بات

پی پی کہنے والا پپیہا
پی پی کہہ کر بن بن گھوما
تم بن اس نے جیون کھویا
تم سے کھا کر مات
آؤ تمہیں اک بات سنائیں آؤ تمہیں اک بات

روتا ہے بہزاد بچارا
اس کا نہیں کوئی بھی سہارا
تم پر اس نے تن من وارا
تھام لو اس کا ہات
آؤ تمہیں اک بات سنائیں آؤ تمہیں اک بات

موہے پریت کی ریت کون سمجھائے

بلبل خود پھرتی ہے ماری
قمری بھی ہے پریم سے ہاری
کون یہ بھید بتائے
موہے پریت کی ریت کون سمجھائے

بھونرا بھی ہے چپ چپ پھرتا
آج پپیہا کچھ نہیں کہتا
کون اب دھیر بندھائے
موہے پریت کی ریت کون سمجھائے

تم ہی ساجن بھید یہ کھولو
چُپ چُپ کیوں ہو منہ سے بولو
تم ہو کیوں گھبرائے
موہے پریت کی ریت کون سمجھائے

بیتے ہوئے دن یاد آرہے ہیں

ہائے وہ راتیں
ہائے وہ باتیں
اب ہے یہ عالم
گھبرا رہے ہیں
بیتے ہوئے دن یاد آرہے ہیں

مٹتی ہے ھر شئے
کہتی ہے ھر لَے
ہم اپنے دل کو
سمجھا رہے ہیں
بیتے ہوئے دن یاد آرہے ہیں

آؤ بھُلا دیں
دل سے مٹا دیں
پچھلی وہ باتیں
کیا یاد رہی ہیں
بیتے ہوئے دن یاد آرہے ہیں

اب بھی نہیں آئے وہ سکھی ری ۔ بیت چلی ہے بہار

پھولوں کا وہ رنگ نہیں ہے
کلیوں کا وہ ڈھنگ نہیں ہے
اب ہے کہاں وہ نکھار

اب بھی نہیں آئے وہ سکھی ری بیت چلی ہے بہار

کوئل کی باقی نہیں کوکو
قمری بھی کہتی نہیں توتو
بند ہے پی کی پکار
اب بھی نہیں آئے وہ سکھی ری بیت چلی ہے بہار

جو کوئی جا کر ان کو لائے
میرے دل کا حال بتائے
اسکے میں ہوں بلہار
اب بھی نہیں آئے وہ سکھی ری بیت چلی ہی بہار

پیا کب آؤ گے

کب تک میں روؤں آخر
جاں کب تک کھوؤں آخر
تم کیا پاؤ گے
پیا کب آؤ گے

کیوں اتنا ستاتے ہو تم
کیوں اتنا جلاتے ہو تم
خود گھبراؤ گے
پیا کب آؤ گے

لو ساون بھی آ پہونچا
ہے مست یہ عالم سارا
کیا اب بھی ترساؤ گے
پیا کب آؤ گے

کیسے کٹے گی تجھ بن رات

تو تو پھر آ کر بیٹھ چلا
میرے دل میں درد اٹھا
مجھ کو بتا ساجن یہ بات

کیسے کٹے گی تجھ بن رات

بھول گیا تو کیوں مجھ کو
میں تیرا ہوں کچھ بھی ہو

ہوتی ہے کیا یہ پریم کی گھات
کیسے کٹے گی تجھ بن رات

ان ہی سے ہے میرا قلب تپاں
سینے میں ہے آتشِ سوزاں

دیکھ لے آنکھوں کی برسات
کیسے کٹے گی تجھ بن رات

رحم خدا بجز آد پہ کھا
جانیوالے ہاں مت جا

چھوڑ بھی ظالم اپنی گھات
کیسے کٹے گی تجھ بن رات

آج کی شام نہ جاؤ بالم

گھر کر آئے ہیں کالے بادل
بگھا پڑنے لگا ہے جل تھل

ایسے سمے میں گاؤ بالم
آج کی شام نہ جاؤ بالم

ٹھنڈی ہوا ہے مست فضا ہے
دیکھ پپیہا بول رہا ہے

تم بھی لطف اٹھاؤ بالم
آج کی شام نہ جاؤ بالم

آنکھیں منا ہیں کب آتی ہیں
آنکھیں یہ منظر کب پاتی ہیں

ان سے دل بہلاؤ بالم
آج کی شام نہ جاؤ بالم

برکھا کے دن بیتے جائیں

قسمت میں آرام نہیں ہے
حسن کا کوئی کام نہیں ہے

قسمت میں ہے پی نہیں آئیں
برکھا کے دن بیتے جائیں

کالی گھٹا ہے مست فضا ہے
سارے چمن کا رنگ نیا ہے

بس نہ کہوں اب ہم نہ بھائیں
برکھا کے دن بیتے جائیں

پی بن ہے بے چین نجریا
پی کو نہیں ہے ہمری کھبریا

ہائے یہ تنہا کس کو سنائیں
برکھا کے دن بیتے جائیں

جام پہ جام پلائے جا

ہاں اے ساقی
ہو خیر تری
کیا تجھ کو کمی

رندوں کو مست بنائے جا
جام پہ جام پلائے جا

اٹھی ہے گھٹا
ہے مست فضا
گل ہے کھلا

تو بھی ہر دل کو کھلائے جا
جام پہ جام پلائے جا

کر سب پہ کرم

مجھے اپنی قسم
اب کیوں ہی غم
تو سب کے غموں کو مٹائے جا
جام پہ جام پلائے جا

آئی بسنت کی رُت ۔ کیوں ہم نہ جھوم جائیں

ہیں پھول سب رنگیلے
ہیں سارے پیلے پیلے
یہ خوشنما ہے منظر
ہم کیوں نہ مسکرائیں
آئی بسنت کی رُت

دھانی ہر ایک شے ہے
ہے مست جو بھی لے ہے
آیا ہے خوب موسم
ہم کیوں نہ گنگنائیں
آئی بسنت کی رُت

گلشن کا پتہ پتہ
دلکش ہے اور دل افزا
ہر غنچہ کہہ رہا ہے
آؤ لہک کے گائیں
آئی بسنت کی رُت

صبح مسرت آئی ہے ٹھنڈی ہوائیں لائی ہے

غم اب کچھ کچھ دور ہوا
قلب حزیں مسرور ہوا
گل کی نظر شرمائی ہے

صبح مسرت آئی ہے

پھولوں کے ہیں رنگ نئے
کیوں نہ نظر خوش کام رہے
کالی بدریا چھائی ہے
صبح مسرت آئی ہے

غم کا دل میں نام نہیں
اب تو سحر ہے شام نہیں
شاخ شجر اترائی ہے
صبح مسرت آئی ہے

آؤ دل بہلائیں ہم تم آؤ دل بہلائیں

پریم بدریا چھائی ہے ہر سو
پھیلی ہوئی ہے پریم کی خوشبو
ایسے سمے میں دن بھر کو کو
پریم کے گیت سنائیں
آؤ دل بہلائیں

پریم نگر میں کھونا اچھا
پریم کی نیند میں سونا اچھا
ٹھنڈی ہوائیں آنے لگی ہیں
ہم تم بھی کھو جائیں
آؤ دل بہلائیں

غم کا کوئی ذکر نہ چھیڑو
غم کو ہٹاؤ غم کو چھوڑو
رونا کب تک نالے کب تک
ہنس کر سب کو ہنسائیں
آؤ دل بہلائیں

تجھ بن مورا جی گھبرائے

باغ میں گو آئی ہیں بہاریں
آئی ہیں گو پھر مست پھواریں
مو ہے لیکن کچھ نہ بھائے
تجھ بن مورا جی گھبرائے

اب تو پھر تھام کے دل رونا ہے
موت میں جان اپنی کھونا ہے
ہو گیا ہے کیا مجھ کو ہائے
تجھ بن مورا جی گھبرائے

جی میں آتا ہے جاں دیدوں
دیکھ جاں آفت سے چھوٹوں
کون یہ آفت روز اٹھائے
تجھ بن مورا جی گھبرائے

تم ہو میرے میں ہوں تمھارا

پریم میں کھوئے ہیں ہم دونوں
برسوں روئے ہیں ہم دونوں
اب نہیں فرقت ہم کو گوارا
تم ہو میرے میں ہوں تمہارا

ہم نے پی ہے شرابِ محبّت
ہم نے دیکھا ہے خوابِ محبّت
دیکھا ہے تم نے خوب نظارا
تم ہو میرے میں ہوں تمھارا

ہم دونوں ہیں سب دل والے
ہم نے کئے ہیں راتوں کو نالے
ہم نے گنا ہے اک اک تارا
تم ہو میرے میں ہوں تمہارا

اپنی بپتا کس کو سناؤں

آہ یہ دل بے چین ہے میرا
ہے میری دنیا میں اندھیرا
رو کر اب میں کس کو رلاؤں
اپنی بپتا کس کو سناؤں

پریم میں جینا پریم میں مرنا
تھام کے دل کو آہیں بھرنا
یہ حالت ہے کیا بتلاؤں
اپنی بپتا کس کو سناؤں

کوئی نہیں ہے سننے والا
کوئی نہیں سر دھننے والا
کس کو اپنا دل دکھلاؤں
اپنی بپتا کس کو سناؤں

تمھارے لئے آج غم کھا رہا ہوں

برستے ہیں آنسو مری چشم تر سے
مری بیکسی ہے نمایاں نظر سے
غم عشق کا یہ صلہ پا رہا ہوں
تمہارے لئے آج غم کھا رہا ہوں

نہ دن کو سکوں ہے نہ شب کو سکوں ہے
نہ پوچھو مرا حال بیحد زبوں ہے
مٹا جا رہا ہوں مٹا جا رہا ہوں
تمہارے لئے آج غم کھا رہا ہوں

دعاؤں میں میری اثر ہی نہیں ہے
تمہیں اسکی کوئی خبر ہی نہیں ہے
کہ میں کیا سے کیا کچھ ہوا جا رہا ہوں
تمہارے لئے آج غم کھا رہا ہوں

کیوں نہ میں آہیں بھروں صبح و مسا تیرے بغیر

اس رہِ یارِ عشق کی دشواریوں کو کیا کہوں
عشق کی مدہوش کن سرشاریوں کو کیا کہوں
مٹ گیا ہے زیست کا بھی آسرا تیرے بغیر
کیوں نہ میں آہیں بھروں صبح و مسا تیرے بغیر

کہہ نہیں سکتا ہوں کچھ بھی عشق کے انداز کو
فاش بھی میں کر نہیں سکتا ہوں اس کے راز کو
زندگی بیکار سی ہے بے وفا تیرے بغیر
کیوں نہ میں . . . . . .

عشق کی مایوسیوں نے زندگی بیکار کی
اب مصیبت سی نہیں کم ہے یہ مجھکو زندگی
پا رہا ہوں زندگی کو بے مزا تیرے بغیر
کیوں نہ میں آہیں بھروں صبح و مسا تیرے بغیر

تجھ بن سجنی جی گھبرائے

آنکھ ہماری اشک بہائے
ہر گھڑی ہم کو یاد دلائے
کہتا ہوں ہائے
تجھ بن سجنی جی گھبرائے

رین اندھیری دل برمائے
پریم کا آنسو آنکھ میں آئے
کچھ نہ سہائے
تجھ بن سجنی جی گھبرائے

پریم کے بادل آ کر چھائے
اب کوئی ہم کو کیوں ترسائے
کیوں شرمائے
تجھ بن سجنی جی گھبرائے

اک منظرِ پُر کیف ہے یہ منظرِ کہسار

سر سبز ہے دُنیا
گل پھولے ہیں ہر جا
اک لطف ہے پیدا
سر سبز ہیں اشجار
اک منظرِ پر کیف ہے یہ منظرِ کہسار

رنگین ہے منظر
ہر جا ہیں گُلِ تر
ہے دور غمِ سر
ہے پھولوں کا انبار
اک منظرِ پُر کیف ہے یہ منظرِ کہسار

آؤ ذرا دیکھیں
ہر سمت کو گھومیں
ان پھولوں کو سونگھیں
تا قلب ہو سرشار
اک منظرِ پر کیف ہے یہ منظرِ کہسار

برسات کی رات آئی

چھائے ہیں سیہ بادل
مینہ پڑنے لگا جل تھل
ہر شے پہ ہے رعنائی
برسات کی رات آئی

بادل بھی گرجتا ہے
کوندا بھی لپکتا ہے
ہے عالم دل آرائی
برسات کی رات آئی

کچھ دور پر اک بلبل
بیتاب و تواں بالکل
بے گل کے ہے گھبرائی
برسات کی رات آئی

جب برق چمکتی ہے
وہ آہ سی بھرتی ہے
اور رہتی ہے مرجھائی
برسات کی رات آئی

بلبل ہی کی صورت ہے
دلہن ادھر بھی مضطر ہے
ہے وہ بھی تمنائی
برسات کی رات آئی

ساون کی رُت آئی ہے

بادل چھائے ہیں ہر سو
پھولوں کی پھیلی ہے خوشبو
دُنیا بھر پہ چھائی ہے
ساون کی رُت آئی ہے

پڑتی ہے تال کی پھوار
چھائی ہے ہر شئے پہ بہار
کون کلی مرجھائی ہے
ساون کی رُت آئی ہے

ساون ہے ہر دل کی دُعا
ساون ہے ہر غم کی دوا
اُن کی نظر شرمائی ہے
ساون کی رُت آئی ہے

تم بن ساجن میں دیوانی

کس کو بتاؤں
کس کو بتاؤں
ہو گئی میری مت پورانی
تم بن ساجن میں دیوانی

سکھ میں کیا ہے
دکھ میں کیا ہے
پریت کی ریت ہے سب کو بھائی
تم بن ساجن میں دیوانی

دکھ بھی جھیلو
سکھ بھی جھیلو
اصل یہی ہے پریم کی بانی
تم بن ساجن میں دیوانی

شب تار میں دل گھبراتا ہے

ہوتا ہے الم
چھاتا ہے غم
گذرا ہوا سکھ یاد آتا ہے
شب تار میں دل گھبراتا ہے

ملتا ہوں جبیں
رہتا ہوں حزیں
اک ہوشربا یاد آتا ہے
شب تار میں دل گھبراتا ہے

یہ عشق کی لے
یہ عشق کی مے
جو پیتا ہے بن جاتا ہے
شب تار میں دل گھبراتا ہے

صبح رنگیں صبح رنگیں

پھول کھلے ہیں لال
باغ ہے مالا مال
میرا دل ہے نڈھال
بن ہوں غم گیں
صبح رنگیں صبح رنگیں

دل پہ ہے طاری یاس
پریم نہ آیا راس
پیا نہ آئے پاس
کیوں نہ ہوں غمگیں
صبح رنگیں صبح رنگیں

دل گھبرائے ہائے
وہ یاد آئے ہائے
جی گھبرائے ہائے
دھر ہے غمگیں
صبح رنگیں صبح رنگیں

عید کا دن ہے آؤ ساجن

تم بن ہیں بیکار بہاریں
گاؤں بھلا کیونکر میں ملہاریں
آؤ دھیر بندھاؤ
ساجن
عید کا دن ہے آؤ

تم بن میرا دل بھی تپاں ہے
میں گریاں ہوں دل گریاں ہے
آؤ درس دکھاؤ

آؤ دونوں مل کر گائیں
پریت کے نغمے سب کو سنائیں

ساجن
عید کا دن ہے آؤ

عید کو عید بناؤ
ساجن
عید کا دن ہے آؤ

یہ ہماری عید ہے

سامنے ہے روئے جاناں
ہم ہیں شاداں دل ہی شاداں

کیا ہی پیاری عید ہے
یہ ہماری عید ہے

دور ہے ہر درد کلفت
قلب کو حاصل ہے راحت

پیاری پیاری عید ہے
یہ ہماری عید ہے

دور ہم سے ہر الم ہے
دل کو حاصل کیف و کم ہے

آج شان عید ہے
یہ ہماری عید ہے

آؤ سکھی مل جل بھریں پانی

بادل آئے ہیں کالے کالے
دیکھ کے ہیں نیناں متوالے

دن ہے سہانا رت ہی سہانی
آؤ سکھی مل جل بھریں پانی

سن ری سکھی موے پی ہیں پیاسے

لاگ لگی ہے موری پیا سے
مجکو ہے انکی پیاس بجھانی
آؤ سکھی مل جُل بھریں پانی

انکھ ہے موری درشن کی پیاسی
اس سے چھائی ہے موپہ اُداسی
پی نے مری کوئی مننی نہ مانی
آؤ سکھی مل جُل بھریں پانی

ساجن سُن لو میری بات

تم بن ہے دشوار یہ جینا
اک اک پل ہے ایک مہینا
کٹتی نہیں ہے رات
ساجن سُن لو میری بات

تم نے جب سے آنکھ پھرائی
تم نے جو کی مو سے چترائی
دُکھ میں ہے میری ذات
ساجن سُن لو میری بات

تم بن موہے چین نہیں ہے
موری بنتی آس نہیں ہے
روتی ہوں ہر رات
ساجن سُن لو میری بات

لب پہ ہے ہر دم تیرا نام

چین نہیں ہی تجھ بن اک دم
دل پر چھایا ہے تیرا غم
غم سے رہتا ہے مجکو کام
لب پہ ہے ہر دم تیرا نام

تیرے کارن روتا ہوں
جیون اپنا کھوتا ہوں
ایک گھڑی بھی نہیں آرام

لب پہ ہے ہردم تیرا نام

تجھ کو بھلا سکتا ہوں کہاں
تو تو ہے ہر سمت عیاں

رہتا ہوں مضطر صبح و شام
لب پہ ہے ہردم تیرا نام

وہ ہم سے ہم اُس سے چھوٹے

پریم کسی کو راس نہ آیا
دونوں نے آخر رنج اٹھایا

پریم کے سارے بندھن ٹوٹے
وہ ہم سے ہم اس سے چھوٹے

پریم کا انت بھی ہوتا ہے
پریمی تو ہردم روتا ہے

دونوں کے کب بندھن چھوٹے
وہ ہم سے ہم اس سے چھوٹے

دونوں نے پہروں اشک بہائے
کہتے رہے ہم گھنٹوں ہائے

بھاگ ہمارے آخر پھوٹے
وہ ہم سے ہم اس سے چھوٹے

محبّت میں ہم کو مزا آرہا ہے

امیدوں نے پھر سے تخیل ابھارا
دکھایا تصور نے رنگیں نظارا

تصور میں کوئی چلا آرہا ہے
محبّت میں ہم کو مزا آرہا ہے

ہمیں انتظاری ہی راحت فزا ہے
کہ سینے میں اک کیفِ محشر بپا ہے

غرض لطف غم بھی جدا آرہا ہے
محبّت میں ہم کو مزا آرہا ہے

امیدوں نے قلب حزیں گدگدایا
بنا اک محبّت کا عالم دکھایا
مٹا نقش پھر سے بنا آرہا ہے
محبّت میں ہم کو مزا آ رہا ہے

پریم سے اب چھٹنا ہے محال

پریم کا ہے اب دل دیوانہ
ہوتا ہے ہر سو پریم ترانہ
پریم کا ہے اب دل پر جال
پریم سے اب چھٹنا ہے محال

روتا ہوں ہر دم تیرے لئے
سہتا ہوں یہ غم تیرے لئے
رہتا ہے ہر دم تیرا خیال
پریم سے اب چھٹنا ہے محال

پریم کا روگ لگا ہے کاری
جا نہیں سکتی یہ بیماری
ہو نہیں سکتا اب میں بحال
پریم سے اب چھٹنا ہی محال

ساجن ہائے یہ کیا بات

ہے یہ زباں پر شکوہ کیسا
میری جفا کا رونا کیسا
پریم کی کیا یہ ہے گھات
ساجن ہائے یہ کیا بات

پریم میں تو روتا ہے زمانہ
جیون تو کھوتا ہے زمانہ
پریم سے کھا کر مات
ساجن ہائے یہ کیا بات

لب پر آخر کیوں ہے شکایت

بھول گئے کیا عہد محبت
چھوڑ دیا کیا ساتھ
ساجن ہائے یہ کیا بات

تم بن سجنی میں ہوں اُداس

کوئی مزا جینے میں نہیں ہے
غصہ سا سینے میں نہیں ہے
تم جو نہیں ہو پاس سجنی
تم بن ہوں میں اُداس

پریم نے مجکو غم میں ڈبویا
پریم نے میرے من کو کھویا
پریم نہیں ہے راس سجنی
تم بن ہوں میں اُداس

تیری جو حاصل دید نہیں ہے
دل کو کوئی امید نہیں ہے
چھائی ہے مجھ پر یاس سجنی
تم بن ہوں میں اداس

تم ہو میرے میں ہوں تمھارا

پریم کا ہے احساں دُنیا پر
پریم ہے ہر انساں کا زیور
پریم سے پھیلا ہے اُجیارا
تم ہو میرے میں ہوں تمہارا

پریم نہ ہوتا تو جگ بھی نہ ہوتا
انساں سکھ کی نیند نہ سوتا
پریم ہی تو ہے سب کا سہارا
تم ہو میرے میں ہوں تمہارا

آؤ گائیں پریم کے گانے
دنیا والے تو ہیں دیوانے
دیوانہ ہے پریم ہمارا
تم ہو . . . . . .

کون سُنے گا من کی کہانی

کس کو پڑی ہے کون سُنے گا
اپنے سر کو کون دُھنے گا
دُنیا ساری ہے دیوانی
کون سُنے گا من کی کہانی

ڈگمگ ڈولے من کی نیّا
کوئی نہیں ہے اس کا کھویّا
ندیا ہے گہری ناؤ پرانی
کون سُنے گا میری کہانی

میری کہانی تم ہی سُن لو
ایسا نہ ہوئے تم پچھتاؤ
دو دن کی ہوتی ہے جوانی
کون سُنے گا من کی کہانی

پپیہے کھول نہ پی کا راز

کیوں رٹتا ہے پی پی پی پی
سُدھ تو رکھ کچھ اپنے من کی
اس سے آجا باز - پپیہے
کھول نہ پی کا راز

پی کو خبر کیا اس کی نہیں ہے
وہ ہے پریشاں تو غمگیں ہے
سوز ہے خود ہی ساز - پپیہے
کھول نہ پی کا راز

دیکھ پپیہے ہوش میں آجا
گا کوئی اور چمن میں ترانا
ڈھونڈھ کوئی دمساز - پپیہے
کھول نہ پی کا راز

دی کس نے صدا ساجن ساجن

یہ میں ہوں یا میرا دل ہے
یا اور بھی کوئی بسمل ہے
میری آنکھیں ہیں یا میرا من
دی کس نے صدا ساجن ساجن

ساجن کی تمنا سب کو ہے
درشن کی تمنا سب کو ہے
ہاں سب کی تمنا ہے درشن
دی کس نے صدا ساجن ساجن

دُنیا ہے مری پھر گھبرائی
پھر یاد مجھے اُس کی آئی
یہ کس نے کیا شور و شیون
دی کس نے صدا ساجن ساجن

بھونرے گا کوئی اچھا گیت

پریت کے گیت میں کیا رکھا ہے
اسکی ریت میں کیا رکھا ہے
کیا کروں سُن کر پیت
بھونرے گا کوئی اچھا گیت

دو دن کا ہے سب یہ جھمیلا
نالے آہیں رونا دھونا
جاتا ہے ہر دُکھ بیت
بھونرے گا کوئی اچھا گیت

گُل کی تمنا چھوڑ دے پیارے
پریت کا رشتہ توڑ دے بھونرے
سب کو دکھا ان ریت
بھونرے گا کوئی اچھا گیت

قسمت سے آئی برسات

ٹھنڈی ہوا کا زور بندھا
گھر گھر کر پھر آئی گھٹا
لطف سے اب گذریگی رات
قسمت سے آئی برسات

گلشن میں ہے شور مچا
ہر پپیہا ہے بول رہا
روشن ہے ہر گل ہر پات
قسمت سے آئی برسات

ایسے میں تم بھی تو آؤ
مجھ کو نہ اب تو تڑپاؤ
تم سے ہے کہنا کچھ بات
قسمت سے آئی برسات

ساقیا

مست کر
جام بھر
لا ادھر شراب
ساقیا ساقیا

نظر ملا
پلا پلا
آج مرے ہوش اُڑا
ساقیا ساقیا

بھلا دے غم
دکھا کرم
مست پھر مجھے بنا
ساقیا ساقیا

کلامِ قدیم

دل میں کچھ جلوہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا
بیخودی تھی کہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل میں رہ رہ کے کھٹکتا تو تھا کانٹا سا کوئی
وہ ترا تیرِ ادا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہائے اس شوخ کا زلفوں کو جھٹک کر کہنا
تیرا دل اس میں پھنسا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہائے وہ دل جسے میں سمجھا تھا سرمایہ زیست
تو وہ ظلم و جفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیکھے دل آپ کو آغازِ محبت تو کیا
اس کا انجام برا تھا مجھے معلوم نہ تھا

میری ہر سانس تھی دنیا میں تغیرِ کنِ زیست
ہیں طلسماتِ قضا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کاٹے کٹتی نہیں اب ہجر کی راتیں بھن داس
دل لگانا ہی بلا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ٹھہر اے موت اپنا دردِ دل تو میں بیاں کر لوں
مرنے پر آ چکی ہے ختم اپنی داستاں کر لوں
ضرورت کیا ہیں خاموشی کو بھی ہم ساز فغاں کر لوں

زبانِ حال ہی کو کیوں نہ دل کا ترجماں کرلوں
ارے صیّاد اتنی تو اجازت دے دمِ رخصت
نگاہِ واپسیں اک اور سوئے آشیاں کرلوں
اسی انداز سے پھر طور والے جلوہ آرا ہو
میں اپنی قوّتِ نظارگی کا امتحاں کرلوں
مجھے اس واسطے اب انتظار روزِ محشر ہے
کہ اس کو بھی بلا کر دل کی پوری داستاں کرلوں
خطِ تقدیر میں لکھے ہیں سجدے گر اسی در کے
تو پھر کیوں سجدہ گاہِ سرکشی کا آستاں کرلوں

بیہوشیوں میں ہوش ہے غافل نہیں ہوں میں
ہستی سے بے خبر صفتِ دل نہیں ہوں میں
اچھا کیا اٹھا دیا محفل سے آپ نے
ہاں ہاں نشاطِ بزم کے قابل نہیں ہوں میں
دُنیا تڑپ رہی ہے مجھے دیکھ دیکھ کر
اور میں سمجھ رہا ہوں کہ بسمل نہیں ہوں میں
بڑھتے ہی آئے غم کے سفینے مری طرف
میں تو بہت کہا کیا ساحل نہیں ہوں میں
گھبرا گئے نادِ اورِ محشر کے سامنے
یہ کیوں کہا حضور نے قائل نہیں ہوں میں
گم گشتگی میں صورتِ موہوم ہو گیا
دودِ چراغِ کشتہ محفل نہیں ہوں میں
آ کے دل میں ٹھیرے ہیں کیوں کاروانِ درد

غم ہائے روزگار کی منزل نہیں ہوں میں
کیوں آسماں مٹاتا ہے نام و نشاں مرا
بہزاد نقشِ ہستیٔ باطل نہیں ہوں میں

دستِ وحشت سے ہو گیا چھیڑ کا ساماں نہ رہا
جیب و دامن نہ رہا چاکِ گریباں نہ رہا
اشکِ غم خشک ہوئے دیدۂ گریاں نہ رہا
کشتیٔ دل کو اب اندیشۂ طوفاں نہ رہا
مختصر یہ ہے مری سوختہ بختی کا اثر
جس گلستاں پہ نظر کی وہ گلستاں نہ رہا
شکر صد شکر کہ ٹھوکر تو لگا دی تم نے
میں یہ سمجھتا تھا کہ سر لائقِ احساں نہ رہا
سچ ہے بہزاد محبت بھی بلا ہوتی ہے
عشق کیا کر لیا گویا کہ میں انساں نہ رہا

گل میں سب کچھ ہے مگر عشوہ نہیں ناز نہیں
رنگ ہے روپ ہے معشوقوں کا انداز نہیں
بتکدے کو نگہِ غور سے دیکھا لیکن
ہم جس انداز کے خواہاں ہیں وہ انداز نہیں
ایسے بیدرد کی چالیں کوئی ہم سے پوچھے
کون کہتا ہے فلک تفرقہ پرداز نہیں
ساز بہزاد یہ محفل میں کہا کرتا ہے
میرے پردے میں کسی غیر کی آواز نہیں

بھیڑ ارمانوں کی مجمع حسرتوں کا دل میں ہے
غمزدہ کا قافلہ اجڑی ہوئی منزل میں ہے
جب مرے جذبِ نظر میں کوئی قوت ہی نہیں
پھر یہ آخر کش مکش کیوں پردۂ محمل میں ہے
جمع ہیں لختِ دل سم خوردہ مژگاں پر مری
دیکھ لو منظر بلا کا سبزۂ ساحل میں ہے
اُف رے سوزِ غم کہ لَو دینے لگے ذرّاتِ دل
میرے ہی دم سے چراغاں کوچۂ قاتل میں ہے
جب تلک جھنجھلاد کے سینے میں دل ہی دل میں عشق
روکنے والا اُسے کون آپ کی محفل میں ہے

چہرہ ہے زرد اور طبیعت نڈھال ہے
کچھ تو بتاؤ آج یہ کس کا خیال ہے
آنکھیں بتا رہی ہیں کہ جاگے ہو رات کے
ان ساغروں میں بوئے شرابِ وصال ہے
شاید کہ اس میں خونِ تمنا شریک ہے
مہندی نہیں لگائی مگر ہاتھ لال ہے
جھنجھلاد کی بدل گئی کچھ صورت اس قدر
ہر شخص پوچھتا ہے کہ کیا تیرا حال ہے

حُسن روز افزوں ہے دُنیا کو مٹانے کیلئے
زلفِ پُرخم ہے فقط دل کو پھنسانے کیلئے
تیرا مجھ سے یوں خفا ہونا سراسر ظلم ہے

حسرتیں کیا کم ہیں مجھکو خوں رُلانے کیلئے
آپ کے مہندی بھرے ہاتھوں نے بس ڈھایا ستم

چارہ گر موجود تھے پھاہا چڑھانے کیلئے
آپ نے بے فائدہ دُنیا مٹادی اُف ستم

ٹھوکریں تربت پہ ماریں حشر اٹھانے کیلئے
بیوطن کی موت جنگل میں قیامت ہوگئی

دشت کے اٹھے بگولے لاش اٹھانے کیلئے
ایک دُنیا عالمِ حیرت میں میرے ساتھ ہے

ہائے دل کہہ کہہ کے روتا ہوں سنانے کیلئے
دیکھئے جھنؔاد کس کس کی اجل آتی ہے آج
ہائے پھر بیٹھے ہیں وہ زلفیں بنانے کیلئے

بکھرے بکھرے رُخ پہ گیسوئے پیچاں دیکھکر
خود پریشاں ہوگیا ان کو پریشاں دیکھ کر

حشر میں دعویٰ کروں خون کا یا چپ رہوں
شرم آتی ہے مجھے ان کو پشیماں دیکھ کر

اُف مزار پر انکی اُداسی اک قیامت بن گئی
شمع تک رونے لگی گورِ غریباں دیکھ کر

چشمِ ساقی سُرخ ہو جانے سے آفت ہوگئی
اُڑ گئی ساغر سے مے خونِ شہیداں دیکھ کر

جاکدامانی پہ ہے جھنؔاد کے اتنا خیال
خود سبق لے لو ذرا یوسف کا داماں دیکھ کر

موت سے پہلے کرے مرنے کا ساماں کوئی — مگر آنکھوں سے نہ دیکھے شبِ ہجراں کوئی
نگہ برقِ جہاں سوز الٰہی توبہ — آنکھ ملتے ہی ہوا پیکرِ بے جاں کوئی
دیدنی ہوگا وہ اندازِ مکافاتِ عمل — صبحِ حشر میں جب ہوگا پشیماں کوئی
نامرادوں کی طرح آپ کو چاہا میں نے — یعنی دل میں نہ رکھا نام کو ارماں کوئی
کیوں پراگندہ ہے شیرازۂ ہستی دبھن اد
کیا نہیں شانہ کشِ گیسوئے بے جاں کوئی

کس قدر گرم تھا نالہ ترے سودائی کا — جل گیا خونِ جگر لالۂ صحرائی کا
حشر میں نام پکارا گیا سودائی کا — لیجئے کھلتا ہے دفتر مری رسوائی کا
ٹوٹی جاتی ہیں رگیں دیکھی ارے توبہ ہے — کیسا انداز ہے ظالم تری انگڑائی کا
ٹوٹے تاروں کی کشش کھینچ لی اللہ رے جذب — بھولتا ہی نہیں عالم تری انگڑائی کا
دم نکلنے کو ہے کچھ دم کا ہے مہماں تبھن اد
مختصر حال یہ ہے آپ کے شیدائی کا

یہ مانا درد کو حد سے گذر جانا بھی آتا ہے — مگر بیمارِ شامِ غم کو مر جانا بھی آتا ہے
پریشانیِ دل سن کر کسی نے یوں تسلّی دی — بکھر کر زلف کو پھر بھی سنور جانا بھی آتا ہے
وہ ہم ہیں جو قیامت میں بھی کہہ دینگے کہ ڈرتے ہیں — وہ تم ہو جنکو دل لیکر مکر جانا بھی آتا ہے
ہماری چشم کا سیلاب تھمتا ہی نہیں یہ کیا — چڑھی ندی کو سنتے ہیں اُتر جانا بھی آتا ہے
تری کھینچی مہک بتلا رہی ہے میں نہ مانوں گا — نسیمِ صبح کیا تجھکو اُدھر جانا بھی آتا ہے
مٹاتا ہے فلک دبھن اد گر ہم کو تو کیا ہوگا
ہمیں دُنیا میں پیدا نام کر جانا بھی آتا ہے

ضدوں سے دیکھئے خانہ خراب ہوتا ہے

حجاب طور پہ خود بے حجاب ہوتا ہے
کسی کا درد سے عالم خراب ہوتا ہے
تمہاری بزم میں دورِ شراب ہوتا ہے
جواں ہیں عاشقِ ناکام آپ کیا جانیں
حنا کے رنگ سے خونِ شباب ہوتا ہے
مٹی ہوئی مری تربت کو دیکھتے کیا ہو
کہاں وہ رہتا ہے جو انتخاب ہوتا ہے
ہوا کی چھیڑ سے گرتی ہے برق گلشن میں
ذرا سے غیظ میں چہرہ گلاب ہوتا ہے
نہ سمجھے رنگِ زمانہ کو آج تک دھن ادی
خیال خواب جو ہوتا ہے خواب ہوتا ہے

دیکھئے کتنا حیا پرور ہے اس کا نور بھی
ذرہ ذرہ سے عیاں ہونے پہ ہے مستور بھی
بے بسی کی موت صدقے آپکے بیمار پر
نزع میں آنکھوں سے آنسو نکلے نکلا نور بھی
جب کیا اظہار شوقِ دید بولے ناز سے
یہ وہ باتیں ہیں کہ جنمیں جل بجھا تھا طور بھی
مجھکو تو جیسا بھی ہے ہے انکی رسوائی کا پاس
کتنی خاموشی سے روتے ہیں مرے ناسور بھی
آشنائے عشق ہو کر عشق سے نا آشنا
کتنا دنیا سے الگ ہے محسن کا دستور بھی
پہلے ہی بتلا رہی تھی گرمئی شوقِ کلیم
ایسی باتیں ہیں تو جلجائیگا اکدن طور بھی
نالۂ دھن ادی بھی سن لیں ذرا دل تھام کر
سننے والے سن چکے ہیں نالۂ منصور بھی

مانا کہ سنگدل ہو بیدرد بے وفا ہو
پھر بھی مریضِ غم کے ہر درد کی دوا ہو
تم ہاتھ دل پہ رکھدو کیوں درد اب سوا ہو
کیوں چارہ گر کی منت غیروں کا مدعا ہو

پھر لطفِ زندگی ہو پھر عشق کا مزا ہو — اُٹھے وہ درد دل میں جو درد لا دوا ہو
پہ کیسے کھینچے ہیں وہ تیر میرے دل سے — ٹوٹیں رگیں جو دل کی آواز خوشنما ہو

بھن اد زندگی کا کیا لطف اسکو جسکی
ہر ابتدا لفس کی پیغامِ انتہا ہو

پہلے تو دل میں سوز کو پیدا کرونگا میں — پھر اس جہاں کو درد کا نقشہ کرونگا میں
موسیٰ یہ کہہ کے طور پر اکبار چڑھ گئے — نظارہ تیر ابرقِ تجلا کروں گا میں
ٹھکرا کے کہہ رہے ہیں وہ میری لحد کو آج — عشاق کے مزاروں کو مٹا کرونگا میں
پہلے اک آہ کرنے دو پھر مجھکو دیکھنا — ہاں ہاں تمہیں کو درد کا نقشا کرونگا میں
تم لاکھ میری ظاہری آنکھوں سے یاں چھپو — دل کی نگاہ سے تمہیں دیکھا کرونگا میں
پہلے تمہارے تیر تو چھلنی کریں جگر — پھر ہاں تمہارے عشق کا وعدا کرونگا میں

پہلے جگر فدا کیا ایمان و دل دیا
بھن اد آج جان کو شیدا کرونگا میں

میں نے تمہارے عشق میں کیا کیا نہیں کیا
آہیں نہیں بھری تھیں کہ نالہ نہیں کیا
مجھکو مٹا یا خاک میں پر ہیں کھوں گا یہ
جو کچھ کیا حضور نے اچھا نہیں کیا
نکلی اک آہ بجھ دی دل سے کہا کہ دوں
میں نے تو جان بوجھ کے رسوا نہیں کیا
تیرے ہی حسن کے یہ کرشمے ہیں دیکھ لے
میں نے تو دل میں سوز کو پیدا نہیں کیا
بالیں سے میری کہہ کے یہ سب چارہ گر اُٹھے

تو نے اٹھا نہ رکھی کوئی حد بھی ظلم کی
تیرے نصیب نے تجھے اچھا نہیں کیا
میں نے کیا جو نالہ تو بے جا نہیں کیا
وصلت کی شب میں کہتے ہیں وہ مجھکو بار بار
دبھن ادا تجکو میں نے نو رسوا نہیں کیا

میرا اُس شوخ پر اثر نہ ہوا
نالہ کوئی بھی کارگر نہ ہوا
ہائے وہ شوخ بھولنے والا
میری حالت سے باخبر نہ ہوا
تاکہ ہوتا میں دل فگاروں میں
ہائے میں کشتۂ نظر نہ ہوا
لاکھ رویا نہ نکلا ایک بھی اشک
دیکھو دامن بھی اپنا تر نہ ہوا
کیوں بُلاتا نہیں مسیحا کو
تجھسے اچھا میں چارہ گر نہ ہوا
کیسی صورت کہاں کا وہ دیدار
اسکی محفل میں بھی گذر نہ ہوا
کوئی بہزاد جز پریشانی
میری تربت پہ نوحہ گر نہ ہوا

وہ چھوٹے ہیں پیکاں رہا ہونیوالے
دلِ مبتلا کی قضا ہونے والے
کلیجہ مرا غم سے آتا ہے منہ کو
ارے یوں نہ جاؤ خفا ہونے والے
ٹھہر آخری دم ہے بیمار غم کا
ارے بیمروت خفا ہونے والے
خدا کیلئے کچھ تو کھا رحم مجھ پر
کلیجہ سے مل کر جُدا ہونے والے
ادھر آئیں بالیں پہ بیمار غم کے
کہاں ہیں وہ محوِ دُعا ہونے والے
کوئی فائدہ تجکو ملتا ہے اس سے
ارے دردِ دل کی بنا ہونے والے
تجھی نے دیا درد تو ہی مسیحا
مری ابتدا انتہا ہونے والے
یہی کہہ کے دبھن ادا نے اپنی دی جاں
یونہی مرتے ہیں مبتلا ہونے والے

ادھر آئے ظالم دعا کرنے والے — ادھر مر گئے سب قضا کرنے والے
تجھے جانتا ہے یہی سارا عالم — ارے بے مروت دغا کرنے والے
کلیجہ کو تھامے ہیں مرنے پہ میرے — پشیماں ہوئے ہیں جفا کرنے والے
ان آہوں سے آتا ہے اس گل کو غصہ — یہ نالے ہیں اس کو خفا کرنے والے
نہیں ہم سے اٹھتے ہیں اب ظلم تیرے — یہ کہہ کر مرے ہیں قضا کرنیوالے
کوئی دم کا مہماں ہے بھن آد مضطر
یہ کہہ کر اٹھے سب دوا کرنے والے

ہائے جس کا میں مبتلا نکلا — ہو کے وہ شوخ پر جفا نکلا
جس کو میں ڈھونڈھتا تھا عالم میں — میرے ہی دل سے وہ چھپا نکلا
جو ہے ظالم ستمگر و قاتل — دردِ دل کی وہی دوا نکلا
اسکی خواہش نے اور بھی مارا — دل ہی کمبخت پر جفا نکلا
اسکے کوچے سے باد لِ نالاں — کوئی تو دم کو توڑتا نکلا
جبکہ چلمن اٹھائی ظالم نے — عالم اس گل کو دیکھتا نکلا
کیا بتاؤں کہ کیا ہوا عالم — جب وہ منہ پھیر کے خفا نکلا
ہائے وہ تیر جو نقشا ہے مری — دیکھو دیکھو ہوا رہا نکلا
دل کو بھن آد سمجھا تھا اپنا
وہ بھی اس کا ہی مبتلا نکلا

مانا مجھ پر جفا نہیں کرتے — پھر بھی دل کی دوا نہیں کرتے
چارہ گر دیکھ یہ سمجھ لے تو — تیر دل سے جدا نہیں کرتے
تو ہے نازک مزاج اس ڈر سے — نالہ بھی باوفا نہیں کرتے
مرنیوالے کا آخری دم ہے — اب بھی آ کر دعا نہیں کرتے

تم کہو گے جفا اٹھا نہ سکے
اس لئے ہم قضا نہیں کرتے
قسمتوں سے یہ لوگ ملتے ہیں
عاشقوں سے دغا نہیں کرتے
آج بھڑن آدی کیا ہوا تم کو
سجدۂ نقشِ پا نہیں کرتے

سُن لو کہ رنگِ محفل کچھ معتبر نہیں ہے
ہے اک زباں گویا شمع سحر نہیں ہے
آہِ شرر فشاں میں کچھ بھی اثر نہیں ہے
میں جس پہ مر رہا ہوں اسکو خبر نہیں ہے
کیوں درد اٹھ رہا ہے کیوں ٹیس ہو رہی ہے
جب تیر اس کا دل میں اب چارہ گر نہیں ہے
تیرے مریضِ غم نے یہ ٹھان لی شب غم
یا آج میں نہیں یا دردِ جگر نہیں ہے
اے جھلملاتے تارو ٹھہرو ابھی نہ ڈوبو
بے چھوٹ اسکے رُخ کی وقتِ سحر نہیں ہے
بھڑن آدی گو نہیں ہے اسرار بے خودی بھی
سب کی خبر ہے مجکو اپنی خبر نہیں ہے

مرے سامنے دلربا بن کے آیا
ستم ہے وہ میری قضا بن کے آیا
ہے اسکے ہی ہاتھوں میں تقدیر میری
غضب دیکھو بت بھی خدا بن کے آیا
ازل ہی سے اس دار فانی کو دیکھو
ستمگر ہیں وہ باوفا بن کے آیا
جسے لوگ کہتے ہیں ظالم ستمگر
مرے دردِ دل کی دوا بن کے آیا
کئے اس نے غیروں پہ الطاف لیکن
مرے حق میں وہ بیوفا بن کے آیا
کیا وصل کا اس نے بھڑن آدی وعدہ
وہ میرے لئے ناخدا بن کے آیا

نہ بولیں طعنہ دے اور دغا دینے والے
دکھاتے ہیں دل بھی دکھا دینے والے

کوئی یوں بگڑتا ہے عاشق سے اپنے
ارے دردِ دل کی دوا دینے والے
خفا ہو کے جاتے ہیں اغیار کے گھر
شبِ غم میں مجکو رُلا دینے والے
خدا کیلئے کچھ تو کھا رحم مجھ پر
ارے بیوفا اور دغا دینے والے
نہ یوں روٹھ مجھ سے ذرا بات تو کر
سزا یوں نہ دے او سزا دینے والے
مرے قتل کو آرہے ہیں غضب ہے
مجھے میری ہستی بھلا دینے والے
یہ دیکھو نہ ہو جائے بھن ۱۱ ح زنم
سنبھل کر دعا کر دُعا کرنے والے

دعویٰ کروں گا قتل کا داور کے سامنے
لیکن زبان رُک گئی دلبر کے سامنے
ممکن نہیں کہ رحم ذرا اسکو مجھ پہ آئے
کیا جا کے حالِ دل کہوں پتھّر کے سامنے
یہ رعبِ حسن تھا نہ کھلی میری کچھ زباں
اک چُپ سی لگ گئی مجھے دلبر کے سامنے
آشفتگی نے میری دکھایا ہے یہ اثر
مضطر تمام ہو گئے مضطر کے سامنے
بھن ۱۱ ح کا خیال ارے کچھ تو دل میں کر
بیٹھا ہے دل شکستہ ترے در کے سامنے

میں نے کہا کہ مجھ سے تو پردا نہ کیجئے
کہنے لگے کہ خواہشِ بیجا نہ کیجئے
دیکھو کہیں نہ آگ لگے جذبِ عشق سے
اپنے جگر میں سوز کو پیدا نہ کیجئے
ایسا ہی ہے تو سینے سے دل کو نکالئے
لیکن بتوں کے حسن پہ شیدا نہ کیجئے
میں نے کیا جو شکوہ تو بولے وہ ناز سے
ہاں ہاں کسی کے عشق کا دعویٰ نہ کیجئے
اسکی تڑپ میں آپکو آتا ہے گر مزہ
اپنے مریض کو کبھی اچھا نہ کیجئے
میں نے کیا جو نالہ تو خفگی سے یہ کہا
مجھکو خدا کے واسطے رسوا نہ کیجئے

یہ دل نثار صورتِ جانانہ ہو گیا
اپنا جو تھا وہ آج سے بیگانہ ہو گیا
تو حسن جب بنا تو میں دیوانہ ہو گیا
تو شمع جب بنا تو میں پروانہ ہو گیا
افسوس میں نے پالا تھا جس دل کو ناز سے
تیری نگاہ پڑتے ہی دیوانہ ہو گیا
کوچہ میں اس کے جا کے گرا لڑکھڑا کے میں
اک کام مجھ سے لغزشِ مستانہ ہو گیا
موسیٰ گئے تھے طور پہ اور کھا کے غش گرے
اتنی تھی بات جس کا یہ افسانہ ہو گیا
دل بھی دیا جگر بھی دیا اور جاں بھی دی
بھن اک نگاہ سے دیوانہ ہو گیا

کیا ادائے وعدہ دلکش تھی بتِ خودکام کی
دن تصدق ہو گیا لیکر بلائیں شام کی
ہو گئیں آسان گھڑیاں عشقِ نافرجام کی
دو جہاں صدقے عجب قدرت ہے تیرے نام کی
ہچکیاں لے لیکے جس نے دن رہی سے شام کی
میرے ہاتھوں پر ہے میت اس دلِ ناکام کی
ضبط خود صورت بنا مَیں حسن ہو تو کیا کروں

رنگِ رُخ گویا کہانی ہے دلِ ناکام کی
حُسنِ عالمسوز کی اللہ رے قدرت روزِ حشر
کیسی کیسی بجلیاں روکیں نگاہِ عام کی
عشق کا افسانہ تقریرِ پریشاں ہی سہی
ڈال رکھو کان میں یہ چند باتیں کام کی
لن ترانی کی گری بجلی تو یہ کہتی ہوئی
دیکھ یوہنی داد ملتی ہے خیالِ خام کی
جملہ موجوداتِ عالم میں ہوئی جلوہ گری
انتہا یہ ہے کسی کے ارتباطِ عام کی
صبح سے کچھ دن رہے تک تیری وعدہ پر جئے
ہو گئی جب شام تو امید ہو کس شام کی
بیٹھ کر یوسف نے دم بھر مصر کے بازار میں
شرح کر دی اصطلاحِ بندۂ بے دام کی
پڑتے ہی تیر نظر اک لو اٹھی میں جل گیا
مل گئی آغاز میں صورت مجھے انجام کی
میں نے تو بوسہ تصور میں لیا تصویر کا
جا لیئے بھی آپ ہی نے بات طشت از بام کی
جب سے خاموشی میں روحانی مزے ملنے لگے
مٹ گئی تو قیر اظہارِ غم و آلام کی
عالمِ ہستی میں آنیکا ملا اچھا سواد
ایک دُنیا لے چلا ہوں ساتھ الزام کی
مے کے بادل جھوم کر برسیں تو غسلِ عام ہو
تیرے میخانہ سے اٹھے لاش مے آشام کی

نقشۂ عبرت بنے گا دہر اک دن دیکھنا
یونہی گر بہزاد نے رو رو کے دن سے شام کی

میں کیا تیری صورت پہ شیدا نہیں ہوں
میں کیا خود مجسم تمنا نہیں ہوں
لگا کر مری قبر پر ایک ٹھوکر
وہ کہتے ہیں کیا میں مسیحا نہیں ہوں
وہ آئے ہیں بالیں پہ میں کہہ رہا ہوں
تمہاری بدولت میں اچھا نہیں ہوں
ذرا پار ہونے دو سینہ سے پیکاں
ابھی درد و غم کا میں نقشا نہیں ہوں
ہوں بہزاد خود اپنی حالت سے واقف
زمانہ میں میں حرفِ بے جا نہیں ہوں

یہ جو مجھ پہ ترچھی نظر کر رہے ہیں
حقیقت میں وہ دل میں گھر کر رہے ہیں
ذرا ظلم کی حالتیں پوچھ اُن سے
جو کوچے میں تیرے گذر کر رہے ہیں
اُدھر ہی ہے سارا جہاں نیم بسمل
وہ جس سمت اونچی نظر کر رہے ہیں
جو وہ آج آئے ہیں بالیں پہ میری
مرے نالے شاید اثر کر رہے ہیں
جہاں میں کہ جتنے ہیں عشاق میرے
مصیبت میں اپنی گذر کر رہے ہیں
خدایا ہو دیدار تیسرا میسّر
دُعائیں یہ شام و سحر کر رہے ہیں
نہیں اس میں بہزاد ان کی خطا کچھ
بُرائی تو قلب و جگر کر رہے ہیں

اپنی صورت دکھائے جاتے ہیں
مجھ پہ بجلی گرائے جاتے ہیں
آ کے ٹھوکر لگائے جاتے ہیں
میری بگڑی بنائے جاتے ہیں
بس تو اچھا ہی ہو نہیں سکتا
چارہ گر کیوں بلائے جاتے ہیں
رحم بھی کچھ انھیں نہیں آتا
ہائے مجکو رلائے جاتے ہیں
تیرے عشاق دیکھ اے ظالم
تیر پر تیر کھائے جاتے ہیں
میں تو منہ موڑتا ہوں دنیا سے
وہ ادھر مسکرائے جاتے ہیں
حالِ دل ان سے کیا کہوں بہزاد
وہ تو زلفیں بنائے جاتے ہیں

مجھ پر جو وار او بت بیداد چل گیا
ہے شکر آج تو مرا ارمان نکل گیا
تجھ سے نگاہ ملتے ہی ظالم بتاؤں کیا
اک تیر تھا جو سینے میں آ کر نکل گیا
برقِ جمالِ یار کی نیرنگیاں تو دیکھ
عشق مجکو آ چلا تھا کہ فوراً سنبھل گیا
اللہ رے جذبِ عشق کہ بیکار کر دیا
سوزِ جنوں سے قلب و جگر میرا جل گیا
کیا پوچھتے ہو حال شبِ انتظار کا
فرقت کی شب میں کوئی کلیجہ کو مل گیا
ہر شخص پوچھتا ہے کہ کیا حال ہے ترا
بہزاد دو ہی روز میں ایسا بدل گیا

تو نے کیا یہ اے جنونِ فتنہ ساماں کر دیا
ٹکڑے دامن کر دیا پرزے گریباں کر دیا
پہلے ایمان و جگر سے کی تواضع حسن کی
ایک دل باقی تھا وہ بھی نذرِ جاناں کر دیا
دید کے قابل ہیں اس وحشت میں نیرنگیاں
اب تو ہر ذرہ کو اس نے اک بیاباں کر دیا

آؤ اگر شوق سے لوٹو بہاروں کا مزا — داغوں نے بڑھ بڑھ کے دل میرا گلستاں کر دیا
قتل کر کے مجکو وہ بیساختہ رونے لگا — خونِ ناحق نے اسے آخر پشیماں کر دیا
واہ کیا دستِ صفایا یا ہے قاتل نے مرے — دار میں بس ایک ہی عاشق کو بیجاں کر دیا
اے جنونِ فتنہ پرور تیرے ہاتھوں یہ ہوا
جان و دل بہزاد نے قاتل پہ قرباں کر دیا

کیا بتاؤں جلوہ دکھلانے سے عالم کیا ہوا
دو جہاں بس اک نگاہِ یار سے برہم ہوا
قسمت اسکی ہے جہاں سکا ہر دنیا اسکی ہے
جو ترے اک وار ہی میں گر پڑا بیدم ہوا
کیا عیادت کیلئے آئے ہو بالیں پر مری
نبض کیوں رُکنے لگی دردِ جگر کیوں کم ہوا
خون کے دھبے جبھی تو ہیں نمایاں اس طرح
میرے ہی اشکوں سی شاید میرا دامن نم ہوا
چارہ گر یہ کوششیں ساری تری بیکار ہیں
میرے زخموں پر ترا کچھ کارگر مرہم ہوا
واہ رے شوقِ شہادت جان سی بیزار ہوں
اس نے جب شمشیر کھینچی سر مرا خود خم ہوا
دیکھ لو بہزاد کی تربت پہ میلا لگ گیا
اسکے مرجانے سے یہ سارا جہاں پُرغم ہوا

سُنا ہے ہاتھ میں خنجر ہے آج قاتل کے
نکالے جائیں گے ارمان دلِ بھری دل کے

یہ کون قاتل عالم ہوا ہے زینتِ حشر
کہ ایک ایک سے رخصت ہوا گلے مل کے
یہ کس نے آ کے جگایا لگا کے اک ٹھوکر
میں گہری نیند میں سوتا تھا پاس قاتل کے
ہوا ئے دامنِ قاتل سے قوتِ محشر
کہ تھرتھرا کے بجھے سب چراغ محفل کے
ذرا بھی ہستیٔ بہزاد پر نہ رحم آیا
کہ تم نے میٹ دیا مثل نقشِ باطل کے

وصل کی شب ہائے خالی جائیگی
کونسی حسرت نکالی جائے گی
جب نگہ اس شوخ سے لڑ جائیگی
میرے چہرے کی بحالی جائے گی
دفن کرتے وقت میت پہ مری
خاک تم سے خاک ڈالی جائے گی
پوچھتا ہوں ان سے یہ گھبرا کے میں
میری کب حسرت نکالی جائے گی
اے بتو توبہ کرو توبہ کرو
کیا ہماری آہ خالی جائے گی

سامنے تو ہو تو یہ دُنیا مجھے گلزار ہے
تو نہ ہو جب پاس تو یہ سارا عالم خار ہے
سامنے آنکھوں کے میرے کاکلِ خمدار ہے
جب ہی تو سارا جہاں نظروں میں میری خار ہے
سنتے ہیں پردہ رخِ روشن سے اُٹھے گا ابھی
ایک عالم آج اس کا طالب دیدار ہے
اب صفا کس پر کریگا ہاتھ اے دستِ جنوں
دیکھ دامن میں مرے باقی بھی کوئی تار ہے
اُف رے منصور کی ثابت قدمی کیا کہنا
وہ کہے جاتا ہے اپنی سامنے گو دار ہے
بس بھی مقتل میں جھکائے سر کھڑا ہوں دم بخود
غصہ میں قاتل بھرا ہے ہاتھ میں تلوار ہے
شاید عاجز ہو گیا ہے ظلم سے جب ہی تو یوں
آج بہزاد حزیں جاں دینے کو تیار ہے

بیٹھے ہیں سامنے ہی پر مسکرا رہے ہیں   وہ جان بوجھ کر بھی بجلی گرا رہے ہیں
ٹھکرا کے کیوں لحد کو محشر اٹھا رہے ہیں   سوتے ہوؤں کو آخر وہ کیوں جگا رہے ہیں
ظلم و ستم بڑھا ہے اس درجہ اُن کا دیکھو   ٹھوکر لگا کے میری تربت مٹا رہے ہیں
جو بیکسی نہیں ہے اب کوئی رونے والا   اک شمع جل رہی ہے اسکو بجھا رہے ہیں
اس درجہ انکی مائل ہے ظلم پر طبیعت   گھر غیر کے گئے ہیں مجھکو جلا رہے ہیں
شوقِ شہادت ایسا غالب ہوا ہے ہم پر   وہ قتل پر تُلے ہیں ہم سر جھکا رہے ہیں

اس زندگی سے میری ہے لاکھ موت اچھی
بہزاد سو طرح کے صدمے اٹھا رہے ہیں

اور کیا ہوگی داستانِ درد   درد ہی درد ہے بیانِ درد
کس طرح میں سنبھالوں اپنے کو   ارے بے مہر بدگمانِ درد
یاس و حرمان و بیکسی لیکر   ہے چلا ساتھ کاروانِ درد
تڑپ اٹھا فراق کا مارا   دیکھو ہوتی ہے ایسی شانِ درد

درد کہتا ہے حال اٹھ اٹھ کر
اور ہوتی ہے کیا زبانِ درد

ہائے جس سمت ترے تیر نظر جاتے ہیں   ایک عالم کی نگاہوں میں اتر جاتے ہیں
تیرے بیمارِ شبِ غم جو گذر جاتے ہیں   جان سے جاتے ہوئے نام بھی کر جاتے ہیں
یہ نیا ظلم ہے قسمت کا بگڑنا دیکھو   ابھی آئے ہیں ابھی کہتے ہیں گھر جاتے ہیں
آجکل ظلم پہ مائل ہے طبیعت ان کی   میرے رُلوانے کو وہ غیر کے گھر جاتے ہیں

اس نے دشمنِ جاں ہوتے ہی ڈھایا یہ ظلم
دیکھو دیکھو وہ لئے میرا جگر جاتے ہیں

بیمار ادھر ہجر کا دم توڑ رہا ہے — گیسو کوئی بکھرائے اُدھر محوِ دعا ہے
سینہ بھی ہے میرا تو وہ ہے تیروں کی چھلنی — دل بھی ہے مرے پاس تو اک درد بھرا ہے
ہر زخم مرا آبلہ بننے کو ہے شاید — کوئی مرے زخموں کو کھڑا دیکھ رہا ہے
اے دیکھنے والے مرے اے قاتلِ عالم — ہٹ جا مری بالیں سے کہ پھر درد اٹھا ہے
قاتل نہ کہیں سارا جہاں جان لے دیکھو — شمشیر کو پونچھو تو ارے خون بھرا ہے
ہے وصل کا دن جب ہی تو وہ قاتلِ عالم — یوں سر کو جھکائے ہوئے کچھ سوچ رہا ہے
آیا تو وہ ہے فاتحہ خوانی کے لئے پر
دشمن اُس کی تربت کو کھڑا میٹ رہا ہے

کس کو کیا ہے گھائل بیداد گر بتا دے — تو کس کو مار آئی ترچھی نظر بتا دے
کی تو نے چارہ سازی پھر آخرش ہوا کیا — زخم آبلے بنے کیوں اے چارہ گر بتا دے
جاگا تمام شب کا گھبرا کے پوچھتا ہے — آنکھوں سے دیکھتا کب شمعِ سحر بتا دے
تو جان لیگا میری یا مجھکو لطف دے گا — کم ہوگا یا بڑھے گا دردِ جگر بتا دے
ہر شخص پوچھتا ہے بیمارِ شامِ غم سے — کیوں ہو رہی ہیں نظریں یہ سوئے در بتا دے
طوفان اُٹھ نہ جائے پھر غرق ہو نہ دنیا — کب تک تھمیں گے آنسو اے چشمِ تر بتا دے
آئے تو ہیں وہ دل میں بہزاد خوف یہ ہے
ممکن ہے راز میرا قلب و جگر بتا دے

اپنی صورت دکھائی جائے گی — مجھ پہ بجلی گرائی جائے گی
زلف اپنی بنائی جائے گی — میری ہستی مٹائی جائے گی
جب وہ آئیں گے میری بالیں پر — دل کی حالت دکھائی جائے گی
فاتحہ پڑھنے آئیں گے لیکن — میری تربت مٹائی جائے گی
کیسے ارمان نکلیں گے بہزاد — اُن کو تو شرم آ ہی جائے گی

دردِ دل کی دوا نہیں ہوتی
ہائے مجکو شفا نہیں ہوتی
اب تو ارماں نکال دو میرے
وصل کی شب حیا نہیں ہوتی
میں یہ کہتا ہوں ان سے وصل کی شب
آج بھی کیوں جفا نہیں ہوتی
سچ کہا ہے کسی نے اسے بہزاد
خود کیے کی دوا نہیں ہوتی

آئے ہیں فاتحہ کو شکنیں ہیں اس جبیں پر
ہے زلزلہ میں عالم گو پیر ہیں زمیں پر
کیوں قتل کر کے مجکو رونے لگا ستمگر
کیوں ایڑیاں رگڑتے دیکھا مجھے زمیں پر
سوز دروں نے دیکھو آخر اثر دکھایا
چھالے ابھر چکے ہیں دل میں کہیں کہیں پر
ہو خیر دل کی یارب، کہتے ہیں درد والے
شکنیں پڑی ہوئی ہیں اس چاند سی جبیں پر
بہزاد خستہ جاں بھی حرفِ غلط ہے گویا
تربت کو اسکی ڈھونڈو دیکھو یہیں کہیں پر

ظاہر میں بے سود ہیں گو سب دُنیا کی تدبیروں میں
باطن میں قیامت پنہاں ہے ان آہونکی تاثیروں میں
ہے چلتی ہوئی تدبیر بھی سب دُنیا کی تدبیروں میں
پنہاں ہے مُراد دل میری ان آہونکی تاثیروں میں
زخمی ہے جگر گھائل ہے دل سینہ کیا ہے چھلنی ہے
اُف توڑ بلا کا ہے ظالم تیری مژگاں کے تیروں میں

مشکل ہے ذرا اچھا ہونا بیمارِ شبِ غم کا اب تو
ناکامی پائی جاتی ہے دُنیا بھر کی تدبیر و نمیں

قتّالِ جہاں ہے تو بیشک مشہور ہی تیری سفّاکی
اک تیغِ ادا کیا کم ہے تری دُنیا بھر کی شمشیر و نمیں

ہنستے ہنستے رو دینا بتلاتا ہے بیمارِ دل کا
کچھ یاس کی رنگ آمیزی ہے امیدونکی تصویر و نمیں

وہ آتے ہیں نہ آتی ہے قضا اک کشمکشِ فرقت بتلا
کیا ہوتا ہے انجام مرا ان دونوں کی تاخیر و نمیں

وہ دیکھو پھر زردی چھائی بیمارِ شبِ غم کے مُنہ پر
پھر یاس نے اپنا رنگ بھرا امیدونکی تصویر و نمیں

اک آہوئے رم خوردہ ہیں ہم اک وحشیٔ لنقتہ ہیں ہم
ہاں ہاں جکڑو شوق سے جکڑو زلفونکی زنجیر و نمیں

نالہ لب پر آنکھ میں آنسو چاک گریباں خاک بہ سر
اک نقشۂ عبرت ہوں دیکھو اس دُنیا کی تصویر و نمیں

افسانہ میرے عشق کا مشہور ہو گیا
میں بھی جہاں میں صورتِ منصور ہو گیا

آتا نہیں سمجھ میں بتا اے رگِ گلو
وہ تھا اگر قریب تو کیوں دور ہو گیا

ترچھی نگہ سے آپ نے دیکھا یہ کیا کیا
ایک ایک زخم دل مرا ناسور ہو گیا

ٹھانی ہیں یہ خیال نہ بولوں گا عمر بھر
سینہ سے تم لپٹ گئے مجبور ہو گیا

بہزاد بہکی بہکی سی کہتا ہے آج کیوں
کس کی نشیلی آنکھ سے مخمور ہو گیا

جب سے تمہارے عشق کا آزار ہو گیا
دُنیا کا سہل کام بھی دُشوار ہو گیا

ہاں ہاں اٹھائیے رخِ روشن سے یہ نقاب / میں امتحانِ دید کو تیار ہو گیا
شیشے سے کچھ غرض ہے نہ ساغر سے کام ہے / میں تو تری نگاہ سے سرشار ہو گیا
اس نے نگاہِ گرم سے دیکھا تو مر مٹا / ٹھوکر لگائی اس نے تو بیدار ہو گیا

ساقی کی اس نگاہ کی اللہ ری شوخیاں
بہزاد اک نگاہ میں سرشار ہو گیا

رشکِ جنت مری تربت کو بناتے جاؤ
ایک ٹھوکر ہی جنازے پہ لگاتے جاؤ
آؤ آؤ مجھے سینے سے لگاتے جاؤ
میری بگڑی ہوئی تقدیر بناتے جاؤ
فاتحہ پڑھنے کو آئے تو ہو پر ظلم کرو
ٹھیرو ٹھیرو مری تربت تو مٹاتے جاؤ
تاکہ ہر رگ سے نکل جائے مری کھنچ کے دم
اپنی بکھری ہوئی زلفوں کو بناتے جاؤ
حکم یوں موت کا دیتے ہیں مجھے وہ سرِ بزم
جاتی دنیا کا تماشا تو دکھاتے جاؤ
شکر صد شکر کہ کہتے ہیں وہ مجھ سے بہزاد
دردِ دل کا مجھے افسانہ بناتے جاؤ

گھبرا کے دم نکل گیا قاتل کے سامنے / افسوس آج لٹ گیا منزل کے سامنے
حسنِ جگر فروز نے کھایا نہ کچھ بھی رحم / مجنوں تڑپ کے رہ گیا محمل کے سامنے
اللہ رے شوقِ قتل کہ مجھ کو نہیں خیال / قدموں پہ سر جھکائے ہوں قاتل کے سامنے
ممکن ہے وہ بھی مچلے عجب کشمکش میں ہوں / اظہارِ آرزو جو کروں دل کے سامنے

آخر کسی کے جذبے نے دکھلایا یہ اثر جو آج رو رہے ہیں وہ بسمل کے سامنے
دریائے بیکراں میں ہوں لہریں ہیں موجزن
طاقت جواب دے چکی ساحل کے سامنے

تمام شد

(کتبہ فضل)